ماہنامہ

نورِ اسلام

شرقپور شریف

دسمبر 2009ء، محرم الحرام 31-1430ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم

نہایت اس کی حسین رضی اللہ عنہ ہے ابتدا ہے اسمٰعیل علیہ السلام

Marfat.com

یارب نامۂ اعمال میں لکھ دے گدائے مصطفیٰ ﷺ شیخ کامل شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے واسطے

SRRM

شیر ربانی رائس ملز

آٹومیٹک پلانٹ سے سیلہ چاول تیار کئے جاتے ہیں

کمپیوٹرائزڈ جدید پلانٹ پر تیار کردہ اعلیٰ کوالٹی کے چاول کی خرید وفروخت کا بااعتماد مرکز

پروپرائٹرز: حاجی محمد رمضان، حاجی محمد شوکت

جڑانوالہ روڈ بچیکی ضلع ننکانہ صاحب

فون نمبر (آفس) 056-2721411-2004684-056-2721111
(رہائش) 056-2721111-2721112
(موبائل) 0300-8413842-0300-8465013

Marfat.com

ماہنامہ

نور اسلام

شرقپور شریف

رجسٹرڈ نمبر LRL-66، جلد نمبر 54، شمارہ نمبر 12، دسمبر 2009ء بمطابق ذوالحج / محرم الحرام 1430-31ھ

بیادگار

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ثانی لاثانی

سجادہ نشین اعلیٰحضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شہباز لامکانی

مدیر اعلیٰ

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ شرقپور شریف

ناظم دفتر

صاحبزادہ

میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

فی شمارہ ---------------- 15 روپے	زر معاونت 500 روپے
سالانہ چندہ برائے پاکستان بذریعہ عام ڈاک -------- 150 روپے	
بذریعہ رجسٹری -------- 300 روپے	
سالانہ چندہ برائے مشرق وسطیٰ، جنوب مشرق ایشیاء، یورپ افریقہ 20 امریکی ڈالر	معاونین خصوصی 1000 روپے
آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، جنوبی امریکہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ 25 امریکی ڈالر	

فون شرقپور شریف: 0562591054 فون لاہور 7313356-7225144

مقام اشاعت: آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

خط و کتابت: دفتر ماہنامہ نور اسلام کاشانہ شیر ربانی 5 اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد حضرت داتا دربار لاہور

میاں جمیل احمد شرقپوری پرنٹر پبلشر نے آرزیڈ پبلکیشنز 2 کورٹ سٹریٹ 26 لوئر مال لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف سے شائع کیا

Marfat.com

وز برائے حضرت ثانیؒ غلام اللہ پیر
مرشدِ اہلِ طریقت مظہر فیضِ کثیر
• • • • • • •
وز برائے آں میاں جمیل احمد صاحب کمال
جامع علم و عمل در خیر و خوبی بے مثال

حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
رحمۃ اللہ علیہ

کا سالانہ
ختم مبارک

28,27 صفر المظفر
14-13 فروری 2010ء بروز ہفتہ اتوار
شرقپور شریف میں منعقد ہوگا

شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں

اہل اسلام سے اپیل ہے صفر المظفر کا پورا مہینہ ملک کے گوشے گوشے میں یوم حضرت مجدد الف ثانی منایا جائے

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
حضرت میاں **غلام اللہ شرقپوری** رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی المعروف ثانی لاثانی کا سالانہ **ختم مبارک**

18، 17 اکتوبر 2010ء 9-8 ذیقعد بروز اتوار پیر شرقپور شریف میں منعقد ہوگا

شرقپور شریف لاہور جڑانوالہ روڈ پر 32 کلومیٹر اور براستہ موٹروے فیض پور انٹرچینج سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے

زیر اہتمام
بانی تحریک یوم مجدد
فخر المشائخ

صاحبزادہ میاں **جمیل احمد شرقپوری**
نقشبندی، مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ
شیر ربانی شرقپور شریف

Ph: 056-2591054-2590791
Mobile: 0300-4243812

المعلنین: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری

Marfat.com

فہرست

ارشاد باری تعالیٰ		4
ارشاد نبوی ﷺ		5
نعت شریف	محمد علی ظہوریؒ	6
سردار	ادارہ	7
عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	مرزا ریاض احمد حافظ آبادی	9
محبت رسول کریم ﷺ	احمد علی نقشبندی مجددی	17
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	غلام مصطفیٰ صفی نقشبندی مجددی	23
سیدنا عمر فاروقؓ کی امانت اور درویشی	قدر آفاقی ایم۔اے	29
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	شیخ محمد حنیف نقشبندی	33
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ	قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی	37
اسلامی حکومت اور قضا	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی	47
حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی	53
گوشہ نشینی اور خاموشی کے فوائد	سعید احمد صدیقی ایم۔اے	59
اوقات نماز	ادارہ	64

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ
وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ
وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ
مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَ
بَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

(التوبۃ : ۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ
اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان
یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو
راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

Marfat.com

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبداللہ بن
عمرو، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
"من الکبائر شتم الرجل والدیہ" قالوا
یارسول اللہ! وھل یشتم الرجل والدیہ؟
قال نعم، یسبّ أبا الرجل فیسبّ أباہ
ولیسبّ امّہ، فیسبّ امّہ"

متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں جب کوئی شخص دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ جب وہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (گویا جب دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ جواباً گالی دیتا ہے تو پہلے شخص نے اپنے ماں باپ کو گالی دی)

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درد کا درماں قرار جاں ہے نام مصطفیٰ
زندہ ہیں اس کے سہارے سب غلام مصطفیٰ
ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے تھے نادار و امیر
اللہ! اللہ! شوکت دربار عام مصطفیٰ
گونج اٹھے دشت و جبل اللہ کی توحید سے
چار سو پھیلا دیا حق نے پیام مصطفیٰ
ان کے منہ سے جو بھی نکلا وہ ہے فرمان خدا
میں اسے قرآن سمجھوں یا کلام مصطفیٰ
عرش پر وہ تھے خدا تھا، دوسرا کوئی نہ تھا
بالا تر ہے فہم انساں سے مقام مصطفیٰ
کاش دیکھیں ہم ظہوری وہ سہانی صبح نور
روشنی پھیلائے جا ہر سو نظام مصطفیٰ

(محمد علی ظہوری)

Marfat.com

سردار

ایک بار سرداران قریش میں سے حضرت ابوسفیان اور حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسی ذاتی کام کی غرض سے حاضر ہوئے آپ اس وقت مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس اہل بدر میں سے حضرت صہیب رومی۔ حضرت بلال حبشی اور حضرت عمار رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بیٹھے تھے۔ آپ ان سے گفتگو فرمارہے تھے۔ کہ یہ صاحبان بھی آگئے۔

آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ان کے سلام کا جواب دیا۔ حاضرین میں سے کچھ احتراماً کھڑے ہونے لگے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ مجلس کے تقدس کو مجروح نہ کریں۔ لہٰذا کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔

ان سرداروں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ان کی سرداری کا نشہ چاہتا تھا کہ ساری مجلس کے افراد کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگے بڑھ کے ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

اب ان کی دوسری خواہش یہ تھی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے پہلو میں بٹھائیں گے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ اعزاز بھی نہ دیا۔

اوراب ان کی تیسری تمنا یہ تھی کہ ان کی بات پہلے سنی جائے مگر اس کی نوبت بھی نہ آئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے رہے۔ اور گاہے گاہے حضرت بلال اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے کوئی بات کر لیتے۔

یہ سرداران حسد کی آگ کے کوئلوں پر تڑپنے لگے۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے سامنے رئیسان مکہ بھی دم نہ مارتے تھے۔ برداشت نہ کر سکے۔ ان سے اپنی خودنمائی کی پائمالی دیکھی نہ گئی۔ انہوں نے نہایت ہی چیں بہ چیں ہو کر کہا اے عمر! یہ کیا قیامت ہے کہ آپ ہماری موجودگی میں ان غلاموں کو ہم پر ترجیح دے رہے ہیں۔ ہمیں ملاقات کا موقعہ نہیں دیا جارہا جبکہ ہم

Marfat.com

ادھر بیٹھے منہ تکتے جا رہے ہیں۔

حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بھول گئے کہ یہ اسلام کا دربار ہے یہاں عزت و عظمت اور شرف کا امتیاز دنیوی جاہ جلال کے پیمانے سے نہیں دیکھا جاتا۔ خاندانی بڑائی کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ تقویٰ کی میزان ہی اولیت کی درجہ بندی کرتی ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ برابر ان لوگوں سے محو گفتگو تھے جنہیں حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کہا تھا۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ساتھ ہی باہر کھڑے تھے۔ سمجھایا کہ اے ابو سفیان! یہ موقعہ حسرت کا ہے غضب کا نہیں۔ اسلام نے سب کے ساتھ تمہیں بھی بلایا تھا۔ مگر تمہاری بدقسمتی نے تمہیں پیچھے ڈال دیا۔ اور تمہارے غلام تم سے آگے نکل گئے۔ انہیں اللہ نے ایمان لانے کی توفیق تم سے پہلے دے دی۔ انہوں نے تمہاری سختیاں برداشت کیں۔ آج اللہ نے انہیں یہ درجہ عطا فرمایا ہے۔ جس پر تم بھی رشک کرتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو سفیان! جانتے ہو! نبی ﷺ کے یہ صحابہ تم سے پہلے یہاں آئے ہوئے تھے۔ ان کا پہلے آنا انہیں یہ حق دیتا ہے کہ ان کی بات بعد میں آنے والوں سے پہلے سنی جائے۔ اور سنو اگر تم سب اکٹھے بھی آتے تو بھی میں ان لوگوں کو آپ پر ترجیح دیتا۔ کیونکہ انہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔

یہ بات سن کر سردار خاموش ہو گئے۔

آج ہم مختلف جگہوں پر ایسے مناظر دیکھتے ہیں کہ بعد میں آنے والے کسی بھی تعلق کی بنا پر پہلے والوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ بل جمع کروانے والی کھڑکی یا حصول ٹکٹ پر ہم اکثر اس بات کو دیکھ پاتے ہیں۔ ایسے ہی سرکاری نوکریاں ان لوگوں کو مل جاتی ہیں جن کے پاس رشوت یا سفارش ہوتی ہے۔

یہ صورت حال اس وجہ سے بن جاتی ہے کہ اصول اور قاعدے مدون کرنے والے خود نہیں چاہتے کہ ان کے قاعدوں اور اصولوں پر عمل کیا جائے۔ وہ شاید اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ قطار میں کھڑے ہونے والوں میں بوڑھے بھی ہیں اور بیمار بھی۔

اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمادے۔

Marfat.com

عظمت مصطفےٰ ﷺ

مرزا ریاض احمد حافظ آبادی

جن مختلف انسانی طبقوں نے ہم پر احسانات کئے ہیں وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن بزرگوں کا احسان ہے وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوم کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین نمونہ پیش کیا۔ مثلاً" کسی نے صبر کسی نے ایثار' کسی نے قربانی' کسی نے جوش توحید' کسی نے ولولہ حق' کسی نے تسلیم' کسی نے عفت' کسی نے زہد' غرض ہر ایک نے دنیا انسان کی پر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک مینار نور قائم کر دیا۔ جس سے صراط مستقیم کا پتہ لگ سکے۔ مگر ضرورت ایک ایسے راہنما اور رہبر کی تھی جو' ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پوری دنیا کو الٰہی ہدایات اور عملی مثالوں سے روشناس کرائے۔ گویا انسانیت کے ہاتھ میں عملی زندگی کا پورا "دستور حیات" دے جس سے ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پائے اور رہنما سلسلہ انبیاء کے آخری فرد حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:۔

یاایھاالنبی انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللّٰہ باذنہ و سراجا منیرا○ (22 پ' احزاب ع 3)

"اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا (نیکوں کو) خوشخبری سنانے والا (غافلوں کو) ہوشیار کرنے والا اور خدا کی طرف اس کے حکم سے پکارنے والا اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے"۔

آپ عالم میں خدا کی تعلیم و ہدایت کے شاہد ہیں۔ نیکو کاروں کو فلاح و سعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں جو بے خبر ہیں ان کو ہوشیار کرنے والے نذیر ہیں۔ بھٹکنے والے مسافروں کو خدا کی طرف پکارنے والے داعی ہیں۔ اور خود ہمہ تن نور اور چراغ ہیں۔ یعنی آپ کی ذات اور آپ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔ یوں تو ہر پیغمبر خدا شاہد' داعی' مبشر اور نذیر بن کر اس دنیا میں آیا ہے۔ مگر یہ کل صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً" یکساں نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاء ایسے تھے جو خصوصیت کے ساتھ

Marfat.com

شاہد ہوئے۔ مثلاً" حضرت یعقوب علیہ السلام ، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام وغیرہ بہت سے ایسے تھے جو نمایاں طور پر مبشر بنے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بہت سے ایسے تھے جن کا خاص وصف نذیر تھا۔ مثلاً" حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام۔ بہت سے انبیاء ایسے تھے جو امتیازی حیثیت سے داعی حق تھے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام وغیرہم۔ لیکن وہ پیغمبر جو شاہد، نذیر، داعی، سراج منیر سب کچھ بیک وقت تھا اور جس کے ضابطہ حیات میں یہ سارے نقش و نگار عملاً" نمایاں تھے وہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوات والتحیات تھے۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ جس کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہ تھا۔ اب تک اللہ جَلّ شانہٗ نے اس بندہ خاکی کو مختلف زمانوں مختلف سبق بتائے تھے۔ اور اب ان تمام ہدایات اور اسباق کو یکجا کر کے ساری دنیا اور پورے زمانے کے لئے جاری کرنا تھا۔ اس لئے آپ ایسی شریعت دے کر بھیجے گئے جو کامل تھی اور جس کی تکمیل کے لئے پھر کسی دوسرے کو نہ آنا تھا۔

آپ کی تعلیم دائمی وجود رکھنے والی تھی یعنی قیامت تک اس کو زندہ رہنا تھا۔ اس لئے آپ کی ذات پاک کو مجموعہ کمال اور دولت بے زوال بنا کر بھیجا۔ یہ مذہبی عقیدہ کی بنیاد پر محض دعویٰ ہی نہیں ہے، بلکہ حضور علیہ السلام کی نبوت [illegible] سبب ہے جس کی بنیاد دلائل شہادتوں پر قائم ہے۔

وہ سیرت یا نمونہ حیات جو انسانوں کے لئے آئیڈیل سیرت کا کام دے اس کے لئے متعدد شرطوں کو پورا کرنا ضروری تھا جن میں سب سے پہلی اور اہم شرط تاریخیت ہے۔

تاریخیت: تاریخیت سے مقصود یہ ہے کہ ایک کامل انسان کے جو سوانح اور حالات پیش کئے جائیں وہ تاریخ اور روایت کے لحاظ سے مستند ہوں۔ ان کی حیثیت قصوں اور کہانیوں کی نہ ہو روزمرہ کا تجربہ شاہد ہے کہ انسان کی سائیکالوجی یہ ہے کہ کسی سلسلہ حیات کے متعلق اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فرضی اور خیالی یا مشتبہ ہے تو خواہ وہ کیسے ہی موثر انداز میں کیوں نہ پیش کیا جائے طبیعت اس سے دیرپا گہرا اثر نہیں لیتی۔ اس لئے ایک کامل سیرت کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس کے تمام اہم اجزاء کی تاریخیت یقینی ہو سبب ہے کہ تاریخی افسانوں سے جو اثر طبیعتوں میں پیدا ہو وہ خیالی افسانوں سے نہیں ہوتا۔

سیرت کا تاریخی حیثیت رکھنے کا دوسرا ضروری سبب یہ ہے کہ آپ اس سیرت کاملہ کا نقشہ

Marfat.com

محض دلچسپی یا فرصت کے گھنٹوں میں مشغولیت کے لئے پیش نہیں کرتے بلکہ اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اس نمونہ پر ڈھالیں اور اس کی پیروی یا تقلید کریں۔ لیکن وہ زندگی جو تاریخ یا واقعات سے ثابت نہیں اسے کیونکر قابل عمل اور پیروی و تقلید کے لائق ہونے پر زور دے سکتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فرضی دور کے میتھالوجیکل قصے ہیں ہر کوئی انسان اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں ڈال سکتا اس لیے سیرت کا تاریخی اسناد پر پورا اترنا ضروری ہے۔

ہم تمام انبیاء کرام کا ادب و احترام کرتے ہیں اور ان کے سچے ہونے پر یقین رکھتے ہیں مگر:۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض "یہ پیغمبر ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔"

کے بھی قائل ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل سیرت اور ختم نبوت کو جو دوام حاصل ہوا ہے وہ دیگر انبیاء کرامؑ کی سیرت و نبوت کو اس لئے حاصل نہیں ہوا کہ ان کی آخری نبوت نہ تھی۔ بلکہ ان کے بعد یہ شرف حضور علیہ السلام کو حاصل ہونے والا تھا اس لئے ان کی سیرت اور تعلیم بتدریج مفقود ہوتی گئی۔ اگر غور سے دیکھا جائے کہ دنیا میں کتنے پیغمبر تشریف لائے تو اس سلسلہ میں ہمیں اسلامی روایت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جس کے مطابق وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ اور ہر قوم میں مختلف زمانوں میں مبعوث ہوئے۔ مگر ان میں سے کتنے پیغمبروں کے ناموں کو ہم جانتے ہیں اور ان کے زمانے کے متعلق ہمیں کیا علم ہے؟ اس وقت دنیا میں چند بڑے مذاہب ہیں اب ان ہی کے پیغمبروں کے متعلق دیکھئے کہ ان کے متعلق ہمیں کیا معلومات ملتی ہیں۔ اور تاریخ میں ان کو کیا مقام حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال ہم کو توریت سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر آج کل جو توریت موجود ہے وہ اہل تحقیق اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدہا سال بعد وجود میں آئی ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ توریت میں پہلو بہ پہلو ہر واقعہ کے متعلق دو مختلف صورتوں یا روایتوں کا سلسلہ ہے جو باہم متضاد ہیں۔ اب ایسی صورت میں نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک تمام انبیاء کے واقعات کو کیا تاریخی حیثیت حاصل ہو سکتی ہے؟۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات انجیلوں میں درج ہیں۔ ان بہت سی انجیلوں میں سے آج عیسائی دنیا کا بیشتر حصہ صرف چار انجیلوں کو تسلیم کرتا ہے باقی انجیلیں مستند قرار نہیں دی

Marfat.com

گئیں۔ ان چاروں انجیلوں میں سے ایک انجیل کے بھی لکھنے والے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خود نہیں دیکھا۔ انہوں نے کسی سے سن کر ان حالات کا مجموعہ تصنیف کیا۔ یہ بھی معلوم نہیں اور نہ ہی ان کے زمانہ تصنیف کے متعلق علم ہے۔

یہاں ہم مغربی عیسائی عالموں سے پوچھتے ہیں کہ ان کے خیال میں دنیا میں کس کی زندگی کے حالات مستند روایات سے ہم تک پہنچے ہیں۔ چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب "اپولوجی فار محمد اینڈ دی قرآن" (APOLOGY FOR MUHAMMAD AND THE QURAN) کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں کہ "اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام محققین اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کے وقائع عمری محمد کے وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور سچے ہوں۔"

باس وارتھ سمتھ فیلو آف ٹرینٹی کالج آکسفورڈ نے اپنی کتاب "محمد اینڈ محمد ازم" میں نہایت خوبی سے کہا ہے:۔

"جو کچھ عام طور پر مذہب کی انا معلوم ابتدا کی) نسبت صحیح ہے وہ بد قسمتی سے ان تین مذاہب اور ان کے بانیوں کی نسبت بھی صحیح ہے جن کو ہم کسی بہتر نام موجود نہ ہونے کے سبب سے تاریخی کہتے ہیں ہم مذہب کے اولین اور ابتدائی کارکنوں کی نسبت بہت کم جانتے ہیں اور ان کی نسبت جنہوں نے ان کی محنتوں میں بعد کو اپنی محنتیں ملائیں شاید زیادہ جانتے ہیں۔ ہم زرتشت اور کنفیوشس کے متعلق اس سے کم جانتے ہیں جو سولن اور سقراط کے متعلق جانتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بودھ کے متعلق اس سے کم واقف ہیں جو ہم ایمبریس (AMBRASE) اور سپنرر (SPINRER) کے متعلق جانتے ہیں۔ ہم درحقیقت مسیح کی زندگی کے ٹکڑے میں سے ٹکڑا جانتے ہیں ان تیس برسوں کی حقیقت سے کون پردہ اٹھا سکتا ہے جس نے تین سال کے لئے راستہ تیار کیا۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں اس نے دنیا کی ایک تہائی کو زندہ کیا ہے اور شاید اور بھی زیادہ کرے"۔ اور پھر آگے جا کر لکھتے ہیں کہ:۔

"لیکن اس کا کتنا حصہ ہے جو ہم جانتے ہی نہیں۔ ہم مسیح کی والدہ' ان کی خانگی زندگی' ان کے ابتدائی احباب' اور ان کے ساتھ ان کے تعلقات' ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع یا یک بیک ظہور کی نسبت ہم کیا جانتے ہیں۔ ان کی نسبت کتنے سوالات ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو ہمیشہ سوالات ہی کی صورت میں رہیں گے۔ لیکن اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے یہاں دھندلا پن اور راز نہیں ہے' ہم تاریخ رکھتے ہیں۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

کے متعلق اس قدر جانتے ہیں جتنا لیوتھر اور ملٹن کے متعلق میتھالوجی' فرضی افسانے اور مافوق الفطرت واقعات ابتدائے عرب کے مصنفین میں نہیں یا اگر ہیں تو آسانی سے تاریخی واقعات سے الگ کئے جا سکتے ہیں کوئی شخص یہاں نہ تو خود دھوکا دے سکتا ہے اور نہ دھوکا کھا سکتا ہے اور دوسرے یہاں پورے دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور ہر ایک تک وہ پہنچ سکتی ہے۔" (صفحہ ۱۴-۱۵' ۱۸۸۹ء)۔

یہ ہیں عیسائیوں کے محققین کے اقتباسات و خیالات۔ اسلام اور دیگر مذاہب کے متعلق اب ایک **منصف** مزاج خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ ان روایات کے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخی حیثیت کیا رہ جاتی ہے اور آپ کی پیروی کہاں تک مناسب ہے!۔

کاملیت: کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے صحیفہ حیات کے تمام حصے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں۔ کوئی واقعہ پردہ راز میں نہ ہو۔ بلکہ اس کی زندگی کے تمام پہلو ہماری نظر میں ہوں اور اس نے جو کچھ دوسروں کو عمل کرنے کے لئے فرمایا سب سے پہلے اپنا عملی نمونہ پیش کیا ہو۔ حتیٰ کہ مہد سے لے کر لحد تک کے حالات معلوم ہوں تاکہ ہر پہلو پر اور ہر کام میں اس کی پیروی کی جائے اور جسے اپنی زندگی کا مطمح نظر بنا کر عمل کیا جائے۔ اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس معیار پر بھی صرف ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پورے اترتے ہیں۔

انبیائے سابقین میں سب سے مشہور زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات ہمیں توریت سے ملتے ہیں اس سے قطع نظر کہ توریت کو کیا تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں صرف یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور فرعون کے گھر میں پرورش پاتے ہیں۔ اور دو موقعوں پر بنی اسرائیل کی مدد کرتے ہیں۔ پھر مصر سے بھاگ کر مدین چلے جاتے ہیں جہاں شادی ہوتی ہے پھر کچھ مدت بعد واپس آتے ہیں اور راستے میں نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مصر آ کر چند معجزات دکھاتے ہیں بنی اسرائیل کو آزاد کرانے کی کوشش کرتے ہیں بالآخر غفلت میں مع اپنی قوم کے نکل جاتے ہیں۔ خدا کے حکم سے سمندر میں راہ مل جاتی ہے فرعون غرق ہو جاتا ہے اور وہ اپنی قوم کو لے کر عرب اور شام کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں۔ کافر باشندوں سے لڑائیاں لڑتے ہیں اور بوڑھے ہو کر ۱۲۰ برس کی عمر میں ایک پہاڑی پر وفات پا جاتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی مگر غور سے دیکھیں کہ اس طویل

Marfat.com

زمانہ کی وسعت کو بھرنے کے لئے ہم کو ان کی زندگی کے کیا واقعات معلوم ہوتے ہیں ان کی سوانح کے ضروری اجزاء ہمارے ہاتھ میں کیا ہیں؟ کیونکہ انسان کو اپنی سوسائٹی کے عملی نمونہ کے لیئے جن اجزاء کی ضرورت ہے وہ اخلاق و عادات' مجلسی اور معاشرتی زندگی کے طور و طریق ہیں اور یہی اجزاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبرانہ سوانح عمری میں کم ملتے ہیں۔

اسلام کے سب سے قریب العہد پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے پیرو آج کل یورپین مردم شماری کے مطابق تمام دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے زیادہ ہیں۔ مگر اسی مذہب کے پیغمبر کی زندگی کے اجزاء تمام دوسرے مشہور مذاہب کے بانیوں اور پیغمبروں کے سوانح سے بہت کم معلوم ہیں - آج عیسائی یورپ کے تاریخی ذوق کا یہ حال ہے کہ تمام دنیا کے کھنڈرات وغیرہ معلوم کر کے ان کی تاریخی حیثیت کے متعلق معلومات میں گراں قدر اضافہ کر رہے ہیں۔ مگر ان کا یہ مسیحائی علم جس چیز کو معلوم نہ کر سکا وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مدفون واقعات ہیں۔

انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ موجود انجیلوں کی روایتیں اولاً" تو معتبر نہیں اور جو کچھ ہیں بھی تو وہ صرف ان کے آخری تین سالوں کی زندگی پر مشتمل ہیں ان کی زندگی کے پہلے ۳۰ برس یا کم ازکم، پچیس برس کا زمانہ کہاں گزرا اور کیسے گزرا؟ دنیائے عیسائیت اس سے ناواقف ہے اور رہے گی ان آخری تین برسوں کے واقعات میں بھی کیا ہے۔ چند معجزات---مواعظ---اور آخر---سولی!۔

جامعیت: کسی سیرت کا عملی نمونہ بننے کے لئے تیسری ضروری شرط جامعیت ہے - جامعیت سے مقصود یہ ہے کہ مختلف انسانوں کو اپنی زندگی میں جن نمونوں کی ضرورت ہو۔ وہ انہیں کسی ایک شخصیت کی زندگی میں مل جائیں تاکہ وہ اس کے نمونہ حیات کے مطابق اپنی زندگی اس طرح مکمل کر سکیں کہ اس ہستی کے عمل کو اپنے لئے راہنما تصور کرتے ہوئے بلاخوف و خطر اس کی تقلید کرتے رہیں وہ ہستی دنیا میں ان کے سامنے پیش آنے والے تمام واقعات میں ان کی راہنما ہو اور ان کے ہوتے ہوئے کسی عمل میں بھی کسی دوسرے کی احتیاج باقی نہ رہے۔ بلکہ ہر فرد اور انسان کو اپنے مختلف تعلقات اور روابط اور فرائض و واجبات کو ادا کرنے کے لئے جن مثالوں اور نمونوں کی حاجت ہوتی ہے وہ سب اس آئیڈیل زندگی کے آئینہ میں موجود ہوں۔ اگر اس نقطہ نگاہ سے بھی دیکھیئے تو معلوم ہو گا کہ سوائے خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی دوسری شخصیت اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ مذہب کیا چیز ہے؟ خدا اور بندوں اور باہم بندوں

Marfat.com

کے متعلق جو فرائض اور واجبات ہیں ان کو تسلیم کرنا اور ادا کرنا دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لانے کا نام ہے۔ اس لئے ہر مذہب کے پیروؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بانیوں کی سیرتوں میں ان حقوق و فرائض اور واجبات کی تفصیلات تلاش کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو اس قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق جب آپ تفصیلات ڈھونڈیں گے تو وہ پیغمبر اسلام کے سوا آپ کو کہیں نہیں ملیں گی۔ پوری توریت پڑھی جائے۔ خدا کی توحید اور اس کے احکام اور قربانی کی شرائط کے علاوہ توریت کی پانچ کتابوں میں کوئی ایسا فقرہ نہیں۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلقات قلبی طاعت و عبادات، خدا پر توکل و یقین، خدا کی صفات کاملہ کی جلوہ گری۔ ان کے قلب اقدس میں کہاں تک تھی۔ حالانکہ اگر موسوی مذہب ہمیشہ کے لئے اور آخری مذہب کے طور پر آیا ہوا ہوتا تو اس کے پیروؤں کا فرض تھا کہ وہ ان واقعات کو قید تحریر میں لاتے، مگر خدا کی مصلحت یہ نہ تھی اس لئے ان کو اسکی توفیق نہ ملی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا آئینہ انجیل ہے لیکن اس میں اس ایک مسئلہ کے علاوہ کہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا۔ ہم کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس دنیاوی زندگی میں اس مقدس باپ اور بیٹے میں کیا تعلقات اور روابط تھے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت میں خدا اور بندے کے تعلقات واضح ہوتے تو ساڑھے تین سو برس کے بعد پہلے عیسائی بادشاہ کو نیقیہ میں تین سو عیسائی علماء کی مجلس، اس کے فیصلے کے لئے فراہم نہ کرنی پڑتی۔ اور اب تک ناقابل فہم راز نہ بنے رہتے۔ اسی طرح حقوق العباد کی حیثیت کو دیکھئے تو اس میں بھی حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام دیگر انبیاء علیہم السلام کی سیرتیں خالی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی تقلید کا کوئی سامان نہیں رکھتی۔ چونکہ دنیا کی بیشتر آبادی متاہلانہ زندگی رکھتی ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی زندگی گزاری ہی نہیں۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کے بیشتر حصہ آبادی کے لئے ان کی سیرت نمونہ نہیں بن سکتی۔ جس نے گھر بار، اہل و عیال، مال و دولت، صلح و جنگ، دوست و دشمن کے تعلقات سے کبھی واسطہ ہی نہ رکھا ہو وہ اس دنیا کے لئے کیونکر مثال بن سکتا ہے۔ اگر آج دنیا ویسی ہی زندگی اختیار کر لے تو کل وہ سنسان قبرستان بن جائے۔ تمام ترقیاں دفعتہً رک جائیں، اور عیسائی یورپ تو شاید ایک منٹ کے لئے بھی زندہ نہ رہے۔

عملیت: کامل زندگی کا سب سے آخری معیار عملیت ہے۔ عملیت سے یہ مقصود ہے کہ

Marfat.com

شارع دین اور بانی مذہب جس تعلیم کو پیش کر رہا ہے خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمو ہو۔ اور خود اس کے عمل نے اس کی تعمیل کو قابل عمل ثابت کیا ہو۔

خوش کن سے خوش کن فلسفہ پر دلچسپ سے دلچسپ نظریہ اور خوش آیند سے خوش اقوال ہر شخص ہر وقت پیش کر سکتا ہے۔ لیکن جو چیز ہر شخص ہر وقت پیش نہیں کر سکتا وہ عمل ہے۔ انسانی سیرت کے اور کامل ہونے کی دلیل اس کے نیک اور معصوم اقوال و خیالات او اخلاقی و فلسفیانہ نظریے نہیں بلکہ اس کے اعمال اور کارنامے ہیں۔ اگر یہ معیار قائم نہ کیا جائے تو اچھے اور برے کی تمیز اٹھ جائے اور دنیا صرف بات بنانے والوں کا مسکن بن کر رہ جائے۔ لاکھوں شارعین اور ہزاروں بانیان مذہب میں سے کس کی عملی سیرت اس معیار پر پوری اترتی ہے۔

"تو اپنے خداوند خدا کو اپنی ساری جان اور دل سے پیار کر' تو دشمن کو پیار کر جو تیرے داہنے گال پر تھپڑ مارے تو اس کے سامنے اپنا بایاں گال بھی پھیر دے۔ جو تجھ کو ایک میل بیگار لے جائے تو اس کے ساتھ دو میل جا۔ جو تیرا کوٹ مانگے تو اس کو کرتا بھی اپنا دے دے تو اپنے مال و اسباب کو خدا کی راہ میں دے دے تو اپنے بھائی کو ستر دفعہ معاف کر۔ آسمان کی بادشاہت میں دولت مند کا داخل ہونا مشکل ہے۔"

اس قسم کی بہت سی نصیحتیں بائبل میں موجود ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان تمام اقوال پر اپنی زندگی میں عمل کیا ہے۔ صاف معلوم ہو گا کہ ان نصیحتوں کا عمل سے کوئی تعلق نہیں جس نے خود دنیاوی زندگی نہ گزاری ہو' وہ بیوی بچوں کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے جس نے کبھی تیمارداری نہ کی ہو وہ اوروں کو کیا نصیحت کر سکتا ہے۔ جس کے پاس مال نہ ہو وہ سخاوت کا عملی نمونہ کیونکر پیش سکتا ہے۔ اس لئے جس کا عملی حصہ سامنے نہ ہو اس کو آئیڈیل اور قابل تقلید زندگی کا خطاب نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے انسان اس کی کس چیز کی نقل کرے گا اور اس کے کس عمل سے سبق حاصل کرے گا۔ ہمیں تو صلح و جنگ' فقر و دولت' ازدواج و تجرد' تعلقات خداوندی' تعلقات عباد' حاکیت' محکومیت' سکون و غضب' جلوت و خلوت غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق عملی مثال چاہیے۔ لامحالہ اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس معیار پر صرف سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسری سیرت پوری نہیں اترتی اور نہ ہی اتر سکتی ہے۔

گارڈ فری ہیگنس جو بہت بڑا عیسائی مدبر ہے اپنی کتاب "اپولوجی فار محمد" میں لکھتا ہے:۔

باقی صفحہ نمبر 58 پر

Marfat.com

محبت رسول کریم ﷺ

(قرآن وحدیث کے آئینہ میں)

☆۔۔۔احمد علی نقشبندی مجددی

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اسلام کے سیدھے راستوں میں سے ایک رستہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ان کان آباؤ کم وابناؤ کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین. (سورۃ التوبہ، آلایۃ ۲۴)

ترجمہ: اے حبیب آپ فرمایئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جوتم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کوتم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جونافرمان ہے۔

اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے یہاں ان لوگوں کو تنبیہ کی ہے جو اپنے رشتہ داروں یا متعلقہ لوگوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی محبت پر ترجیح دیتے ہیں۔اس آیت طیبہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کی محبت کو تمام اشیاء پر مقدم کرنا واجب ہے اسی طرح آقا دو جہاں ﷺ کا فرمان ذی شان ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین. (البخاری شرح القسطلانی......۱-۹۶)

Marfat.com

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب میں اسے اس کے بچے، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اسی طرح ایک صحابی قیامت سے متعلق سوال پوچھتا ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تم نے اس کے لئے تیاری کتنی کی ہے عرض کی۔

اِنِّیْ اَحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

ترجمہ: میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ. (البخاری قسطلانی.........۲-۳-۱۰۳)

ترجمہ: تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم نے محبت کی ہوگی۔

محبت قلبی رجحان اور محبوب کی طرف منسوب تمام اشیاء سے پیار کا نام ہے جن اشیاء سے محبوب پیار کرے ان تمام اشیاء سے محب بھی پیار کرے گا۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف انداز:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر آپ کا ذکر اور آپ پر صلوٰۃ وسلام یہ سب آپ کی محبت کی نشانیاں ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک، وفات کے بعد زیارت قبر انور، آپ کے احکام کی پیروی اور نواہی سے اجتناب آپ کے خلق عظیم اور کتاب وسنت سے محبت سعادت دارین کی بنیاد ہے۔

اور اسی طرح آپ کے اہل بیت، صحابہ کرام اور تابعین کی محبت بھی حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی محبت ہے۔

قراء، حفاظ، محدثین، دین کے ائمہ مجتہدین، علماء ربانی صدیقین اور شہداء صالحین امت ان سب سے محبت بھی آپ کی محبت کا حصہ ہے۔

کتاب وسنت سے اسی بات کی راہنمائی ملتی ہے اور کثیر امت کا اس بات پر اتفاق ہے

Marfat.com

کہ آپ علیہ السلام کی تعظیم و توقیر اور دل و جان سے عزت لازم ہے اور صفت ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے۔

انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ. (سورہ الفتح ...... الآیہ ۹-۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا.

(سورۃ النور الآیہ ۶۳)

ترجمہ: نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو۔

ایک دوسرے کو مجتہدین نے اس سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے۔ آپ علیہ السلام کا ادب لازم ہے اور آپ کا نام لے کر پکارنا اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو قرآن کریم میں بھی آپ کو خطاب فرمایا گیا تو الفاظ یہ ہوتے تھے۔

یاایھا النبی اے نبی کریم۔ (سورہ الحریم ...... آلایہ ۱)

یا ایھا المزمل اے چادر لپیٹنے والے۔ (سورہ المزمل ...... آلایہ ۱)

یاایھا المدثر اے چادر لپیٹنے والے۔ (سورہ المدثر ...... آلایہ ۱)

اس کے علاوہ بھی مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ کے ارشادات موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم.

(سورہ الاحزاب ...... ۶)

Marfat.com

ترجمہ: نبی (کریم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

آپ علیہ السلام احکام الٰہیہ کے پہلے مبلغ اعظم ہیں آپ کی ذات کے صدقے انسانیت پر خوش بختی کا دروازہ کھلا ہے آپ علیہ السلام کی پیروی کے بارے میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الاخر. (سورۃ الاحزاب الآیۃ ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہاری راہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے یہ نمونہ اس کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہیں۔

اور کبھی یوں ارشاد ہوتا ہے۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله. (آل عمران ۳۱)

ترجمہ: فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ایک جگہ یوں فرمایا۔

وما اتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شديد العقاب. (سورۃ الحشر ۷)

ترجمہ: جو کچھ تمہیں اللہ کا رسول عطا فرمائے لے لو اور جس سے روک دیں رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

آپ علیہ السلام کی محبت میں دین پر استقامت کا مظاہرہ کرنے کے لئے یوں ارشاد فرمایا۔

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا

Marfat.com

ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون. (فصلت ۳۰)

ترجمہ: بے شک وہ سعادت مند جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے، اترتے ہیں ان پر فرشتے اور انہیں کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام کو یوں حکم فرمایا۔

وَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ. (الشوریٰ ۱۵)

ترجمہ: اور ثابت قدم رہیے جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

اس حکم کے ساتھ آپ کی اتباع واجب فرمائی۔

"بے شک تمہاری راہنمائی کے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔

اللہ تعالیٰ دردل سے پاک ہے اس نے اپنے محبوب کے نام سے اپنے فرشتوں کی آنکھوں حوروں کے سینوں، غلمان کی پیشانیوں مسلمانوں کے دلوں عرش و کرسی بلکہ تمام مقدس مقاموں کو زینت بخشی۔

ملائکہ کی محفل میں انہیں کا چرچا، حوروں کی انجمنوں میں آپ ﷺ ہی کا غلغلہ پیارے محبوب کی دونوں جہان میں دوہائی ہے۔ ایک خدائی ہے کہ ان کے قدموں پر گر رہی ہے۔ زمین والے، آسمان والے، تمام جہان والے انہیں کے فدائی انہیں کے شیدائی شب بھر جاگ کر اللہ اللہ کرنے والے انہیں کے آرزومند انہیں کے تمنائی عرب سے عجم تک مختلف زبانوں پر ان کی یاد جاری شرق سے غرب شمال سے جنوب تک ان کی یادگاری زبان والے تو زبان والے بے زبانوں میں ان کی پکار ہے۔ غرض خدا کی خدائی ان پر نثار ہے۔ پانی کی مچھلیاں انہیں کی یاد میں موجیں کر رہی ہیں۔ چڑیاں انہیں کی محبت کا دم بھر رہی ہیں۔ شام کو بسیرا لینے والے انہیں کا کھاتے ہیں۔ صبح کے چہچہانے والے انہیں کا گاتے ہیں یہ ذی روح ہیں اپنے مالک کو جانتے آقائے نعمت کو پہچانتے ہیں۔

Marfat.com

ستون حنانہ ایک خشک لکڑی تھی دل نہ زبان، عقل نہ جان، حضور ﷺ نے منبر نو ساختہ پر خطبہ فرمایا۔ فراق محبوب نے اسے خوب رُلایا۔ جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں سے چھوٹ کر پھوٹ پھوٹ کر روتا اپنی جان کھوتا ہے، یہی حالت اس خشک لکڑی پر طاری تھی۔ فریاد بکا جاری تھی۔ یہاں تک

کہ اس دلوں کے چین جانوں کے آرام نے اسے سینہ مبارک سے لگایا۔ تسکین پائی قرار آیا۔ خدا جانے وہ تسلی بخش ادا تھی یا کوئی تسکین۔ وہ قرار جس نے اس رونے والے کو دفعتہ خاموش کر دیا۔ دل بے قرار میں صبر کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ یہی محبت رسول کریم ﷺ ہے۔

☆☆☆☆☆

میں ان کا نام لیوا' وہ مجھ پر کریم ہیں
میری وفا جدا ہے نبی ﷺ کی وفا جدا

تحویل قبلہ کی ہے کیا توجیہ؟ دیکھ لو
کیا مرضی نبیؐ ہے جو رب کی رضا جدا؟

دیکھے ہیں یوں تو ایک سے اک شہر دلنشیں
پائی نبی ﷺ کے شہر کی لیکن فضا جدا

یارب معانقہ ہو مرا اس سے تو وہیں
رکھتی ہے رتبہ شہر نبی ﷺ میں قضا جدا

توہین مصطفیٰ ﷺ سے نہیں بڑھ کے کوئی جرم
اس جرم کی رکھی ہے خدا نے سزا جدا

مالک یہ نعت گوؤں میں گو کمترین ہے
محمود کو عطا ہوں حروف ثناء جدا

Marfat.com

فاروق اعظم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

☆۔۔۔غلام مصطفیٰ صفی نقشبندی مجددی

نبی اکرم ﷺ کے بعد اگر کوئی عدل کے میدان میں مشہور ہوا تو وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔آپ اسلام کے دوسرے خلیفہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جانشین ہوئے۔آپ قبیلہ قریش کی شاخ بنوعدی سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا نام عمر، لقب فاروق اور کنیت ابوحفص تھی۔آٹھویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ سے جاملتا ہے۔آپ حضور ﷺ سے 13 سال چھوٹے تھے۔آپ کا سن پیدائش 582ء اور جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔

بچپن میں کچھ عرصہ اپنے باپ کے ساتھ اونٹ چرائے۔جب ذرا جوان ہوئے تو لکھنا پڑھنا سیکھا ۔اس کے علاوہ آپ نے علم الانساب، شہسواری، فن سپہ گری اور دوسرے مروجہ علوم سیکھے۔آپ خطابت اور پہلوانی میں بہت ماہر تھے اور اکثر عکاظ کے میلوں میں جا کر اپنے جوہر دکھایا کرتے تھے۔آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا جس کے لئے آپ نے بہت سے ممالک کا سفر کیا۔آپ کی معاملہ فہمی کی وجہ سے اکثر قریش اپنے جھگڑوں میں آپ کو اپنا حکم بناتے۔

حضور ﷺ نے جب یہ سوچا کہ آپ کا قبول اسلام یقیناً اسلام کے لئے ایک طاقت ثابت ہوگا تو آپ ﷺ نے اللہ کے حضور دعا کی "اللھم اید الاسلام بعمر او عمرو یعنی اے اللہ اسلام کو عمر (بن خطاب) یا عمرو (بن ہشام) کے ذریعے طاقت بخش۔" چنانچہ آپ ﷺ کی یہ دعا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔

آپ کے ایمان لانے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب حضرت عمر نے دین اسلام کی مقبولیت دیکھی تو آپ نے ارادہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو ہی (نعوذ باللہ) قتل کر دیا جائے تا کہ دین اسلام کا سرے سے ہی خاتمہ ہو جائے چنانچہ ننگی تلوار لے کر گھر سے نکل پڑے۔آنحضور

Marfat.com

ﷺ اس وقت حضرت ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت فرما رہے تھے۔ راستے سے نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا ''عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' حضرت عمر نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا ''پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں''۔ چنانچہ وہ وہیں سے سیدھے ان کے گھر پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت دونوں میاں بیوی قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن نے اوراق قرآنی فوراً چھپا دیئے۔ اندر داخل ہوتے ہی پوچھا ''کیا پڑھ رہے تھے؟'' پھر بولے ''کیا تم اپنے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں داخل ہو گئے ہو؟ بہنوئی نے جواب دیا کہ اگر دوسرا دین حق ہو تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ یہ جواب سن کر حضرت عمر نے اپنے بہنوئی پر تشدد کرنا شروع کیا۔ اس دوران بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو ان کو بھی پیٹنے لگے۔ اس پر بہن نے کہا ''عمر! یاد رکھ جس ماں کی کوکھ سے تو نے جنم لیا اسی ماں کی کوکھ سے میں نے جنم لیا ہے تو چاہے اب جو مرضی کر لے ہمارے دل میں روشن ہو جانے والی اسلام کی شمع کو تو نہیں بجھا سکتا۔'' اس پر حضرت عمر کا لہجہ کچھ بدلا تو کہنے لگے لاؤ میں بھی تو دیکھوں اس کو جو تمہارے پیغمبر (ﷺ) پر نازل ہوتا ہے۔ بہن نے کہا پہلے غسل اور وضو کرو۔ چنانچہ حضرت عمر نے ایسا کیا تو انہوں نے آیات قرآنی ان کو دکھائیں۔ حضرت عمر نے انہیں پڑھا تو دل کی دنیا بدل گئی۔ کہنے لگے مجھے محمد (ﷺ) کی خدمت میں لے چلو۔

یہ مختصر سا قافلہ جب دار ارقم پہنچا تو دستک دی گئی۔ دروازے کی دراڑ سے ایک صحابی نے دیکھا تو عرض کی ''حضور! عمر آیا ہے''۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بولے ''آنے دو، اگر نیت نیک ہو تو ٹھیک ورنہ اسی کی تلوار سے اس سے نپٹ لوں گا''۔ عمر اندر آئے تو اسلام قبول کرنے کی خواہش کی۔ اس پر صحابہ میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ انہوں نے بے اختیار نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے مکہ کے در و دیوار کو علم ہو گیا کہ عمر مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 34 سال تھی۔ ان کے مسلمان ہونے سے کفار کے حوصلے پست ہو گئے جبکہ حضور ﷺ کی دلی

Marfat.com

مراد پوری ہوئی۔

آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا خلیفہ نامزد کیا۔آپ نے اشاعت اسلام میں بہت اہم کردار ادا کیا۔آپ کے زمانہ خلافت میں اسلامی مملکت کا رقبہ تقریباً بائیس لاکھ مربع میل ہو گیا۔ آپ کے دور خلافت میں عراق ،ایران ،شام ،مصر ،روم مسلمانوں نے فتح کیے۔اس کے علاوہ آپ نے بہت سے محکموں کی بنیاد رکھی جن میں مجلس شوریٰ ،صوبائی نظام حکومت ،بیت المال ،فوج ،عدالتی نظام ،محکمہ پولیس ،جیل خانے ،محکمہ ڈاک ،محکمہ انہار ،محکمہ تعمیرات ،وغیرہ شامل ہیں۔ جو علاقے آپ کی زیر خلافت فتح ہوتے ان میں جب آپ کسی کو گورنر مقرر فرماتے تو غیر مسلموں کے متعلق خصوصی ہدایات جاری فرماتے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب شام فتح کیا تو آپ نے انہیں ایک خط لکھا جس میں آپ نے ذمیوں کے بارے میں لکھا ''مسلمانوں کو ذمیوں پر ظلم کرنے ،ان کو نقصان پہنچانے اور بے وجہ ان کا مال کھانے سے روکو اور ان سے جو شرائط طے کی گئیں ہیں ان کو پورا کرو''۔اس کے علاوہ آپ نے ذمیوں کے متعلق جو احکامات جاری کیے وہ یہ ہیں:

☆ ذمیوں سے جو وعدہ کیا جائے اسے پورا کیا جائے۔

☆ ذمیوں کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دیا جائے۔

☆ جزیہ کی وصولی میں سختی نہ کی جائے۔

☆ جزیہ لوگوں کی مالی حیثیت دیکھ کر مقرر کیا جائے۔

☆ نادار، بے کسوں اور معذوروں کو جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

☆ جو ذمی فوجی یا دفاعی کاموں میں حصہ لیں ان سے اس سال جزیہ وصول نہ کیا جائے۔

آپ ایک مثالی حکمران تھے۔آپ کی سیرت و کردار کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں

Marfat.com

☆ ایک آپ رات کو گشت فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک جگہ چند بچے رو رہے ہیں۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی تو پتہ چلا کہ بچے بھوکے ہیں اور ان کے گھر کھانے کو بھی کچھ نہیں۔ آپ فوراً بیت المال آئے اور وہاں سے کچھ کھانے کا سامان باندھا اور بیت المال کے چوکیدار سے کہا کہ میرے کندھوں پر لادو۔ انہوں نے عرض کی ''حضور! مجھے حکم فرمائیں میں اٹھا لیتا ہوں'' آپ نے فرمایا ''کل قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟'' وہ خاموش ہو گئے۔ آپ نے سامان اس گھر میں پہنچایا اور کھانا پکانے میں مدد کی اور واپس ہونے لگے تو اس عورت نے کہا ''بھائی! تمہیں تو خلیفہ ہونا چاہیے۔ عمرؓ کو تو ہمارے حال کی خبر نہیں۔ ذرا اپنا تعارف تو کراتے جاؤ۔'' آپ نے فرمایا ''بہن مجھے معاف کر دینا میں ہی وہ عمر ہوں جو اب تک تمہارے حال سے بے خبر رہا۔''

☆ ایک دفعہ بیت المال میں کچھ مشک آیا۔ آپ وہ مشک گھر میں لا کر تول رہے تھے اور آپ کی بیوی صاحبہ آپ کی معاونت کر رہی تھیں۔ جب وہ تول چکیں تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے دوپٹے کے ساتھ پونچھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دوپٹہ لیا اور دھونے لگے۔ وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا ''میں یہ پسند نہیں کرتا کہ غرباء کے مشک سے تُو خوشبو حاصل کرے''۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر کے بیٹے نے ایک آدمی کو اس لئے مارا کہ وہ دوڑ میں ان سے آگے نکل گیا۔ اور کہا ''تو بڑے لوگوں (گورنر کے بیٹے) سے آگے نکلتا ہے۔'' وہ مدینہ پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انصاف کا طلب گار ہوا۔ آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معہ بیٹا طلب کیا اور

دونوں کی بات سنی۔ قصور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نکلا تو فرمایا ''اے مصری! اب تو بڑے لوگوں کے بیٹے کو مار'' اور حضرت عمرو بن العاص کو مخاطب ہو کر فرمایا ''تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت 23ھ میں ہوئی۔ شہادت کے واقعہ کی

Marfat.com

تفصیل کچھ اس طرح ہے:

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک ایرانی غلام ابولولو فیروز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ میرے آقا مجھ سے دو درہم روزانہ ٹیکس لیتے ہیں جو میرے لیے بہت زیادہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آمدنی اور پیشہ پوچھنے کے بعد جواب دیا کہ یہ رقم زیادہ نہیں۔ وہ غلام ناراض ہو کر چلا گیا۔ دوسرے دن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھانے مسجد نبوی شریف میں پہنچے تو اس غلام نے آپ پر ایک زہر آلود خنجر سے حملہ کر دیا۔ اور چھ مہلک زخم لگائے۔ آپ ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور اس حادثہ کے تیسرے روز وہ عالم بقا کو رحلت فرما گئے۔ آپ نے 63 برس کی عمر میں وفات پائی۔

☆☆☆

عظمت اسلام

حضرت ابراہیمؑ کو تمام دنیا کا امام بنانے کے متعلق قرآن حکیم میں یہ آیہ گرامی موجود ہے

قل انی جاعلک للناس اماما

دنیا کے تین بڑے مذاہب یہودیت' عیسائیت اور اسلام اپنی نسبت حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد سے قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک کتب الہامی یعنی تورات و انجیل کا تعلق ہے ان میں تحریف کا سب اعتراف و اقرار کرتے ہیں۔ صرف قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنی مکمل صورت میں ابھی تک محفوظ ہے۔ بہر حال یہاں صرف یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ اس وقت کی دنیا میں پیغام حق حضرت ابراہیمؑ اور ان کے نائبین کی وساطت سے پہنچا۔

الغرض قرآن حکیم کی رو سے جملہ مذاہب عالم کا آغاز وہبی رہنمائی کے تحت ہوا۔ بت پرستی' شرک اور خرافات کا اضافہ گمراہی اور بے رہروی کا نتیجہ ہے۔ موجودہ دور کے متعدد ماہرین بشریات بھی قرآن حکیم کے اس وعدے سے متفق ہیں۔

قرآن حکیم کے نزدیک خوف کو مذہب کی تخلیق میں کوئی دخل نہیں' بلکہ یہ ایک روحانی قوت ہے جو فکر' تدبر اور تفکر کے ساتھ تائید ایزدی کے تحت وجود میں آتی ہے۔

جملہ مذاہب عالم کی ابتداء انعام الٰہی کے طور پر ہوئی۔ جبکہ مشیت ایزدی نے ہر قوم کو اس کی زمانی اور مکانی نسبت کے حوالے سے علم کی مقدار عطا کی۔ البتہ اسلام آخری مذہب ہونے کی بنا پر مکمل ضابطہ حیات مہیا کرتا ہے۔

Marfat.com

درد گردہ

اگر پتہ میں یا گردہ میں درد ہو
خواہ پتھری ہو یا نہ ہو
آپریشن کر کے پتہ یا گردہ
باہر نکال پھینکنا کوئی
علاج نہیں ہے

تشریف لاکر مشورہ کریں

حکیم حافظ سلمان احمد خلف الرشید حکیم محمد اشرف
ماہر امراض معدہ جگر و گردہ وغیرہ

مرض اٹھرا

عورت کے لیے
جان لیوا بھی ثابت ہوسکتا ہے
اگر وقت پر علاج کر لیا جائے تو
یہ مرض فوراً ٹھیک ہوسکتا ہے

① بچوں کا ضائع ہو جانا ② بچے سوکھ کر مرجانا اور اسی مرض کی وجہ سے
اولاد نہ ہونا ——— آج ہی خط کے ذریعے اپنے حالات لکھ کر دوائی
منگوائیں یا خود تشریف لائیں

عورتوں کے امراض کے ماہر حکیم حافظ سلمان احمد خلف الرشید حکیم محمد اشرف

دواخانہ خاص

بیرون قلعہ مراد بخش - ۲۴ مین بازار مزنگ لاہور
فون نمبر ۷۳۵۱۸۱۸

Marfat.com

حضرت عمرؓ کی امانت اور درویشی

قدر آفاقی (ایم اے)

حضرت عمرؓ اپنی ذات اور اپنے نفس پر حد درجہ ایثار روا رکھتے تھے اور بیت المال کے معاملہ میں آپ کی یہی سخت گیری دوسروں کے لئے بھی تھی اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے آپ جو کچھ بیت المال سے لیتے تھے (جسے بعد میں آپ نے اپنے ترکہ سے کہہ کر ادا کروادیا) اس کا زبردست محاسبہ فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے:۔

" امت کی یہ دولت اسی طرح میری نگرانی میں رہے گی جیسے یتیموں کا مال، جس کا ناجائز طور پر کھانا مطلقاً حرام ہے اس کے بعد آپ اکثر سورۃ نساء کے چند الفاظ دہراتے تھے جن کا مطلب یہ ہے۔"

" جو شخص آسودہ حال ہو اس کو ایسے مال سے قطعی طور پر پرہیز رکھنا چاہیے اور جو بے مقدور ہو وہ مناسب طور پر یعنی بقدر خدمت کچھ لے لے"

سورۃ نساء ۱ آیت ۶

ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں بیت المال کی دولت کو مال یتیم کی طرح مقدس اور ناقابل خرد برد گردانتا ہوں۔ جب مجھے شدید ضرورت پیش آئے گی میں اس میں سے لے کے کچھ کھالوں گا لیکن اگر میرے پاس اتنا ہو گا کہ میں اپنا کام چلا سکوں گا تو میں ہرگز اس دولت کو نہ ہاتھ لگاؤں گا۔ کبھی کبھی حضرت عمرؓ اپنی مثال ایک ایسے شخص کی دیتے تھے جو چند لوگوں کے ساتھ سفر میں نکلا ہو اور اس کے پاس ان تمام لوگوں کا مال د

Marfat.com

اسباب امانتاً رکھوا دیا گیا ہو۔ اب اس شخص کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ بغیر ساتھیوں کی مرضی کے اس امانت کے مال میں خرد برد کرے۔ اس سخت گیری اور درویش منشی کے باوجود حضرت عمرؓ نے اپنے دوستوں سے اس باب میں کہ بیت المال سے وہ کتنا لے سکتے ہیں، مشورہ کیا تھا۔ کچھ لوگوں نے تو یہ کہا کہ آپ اس قدر لے سکتے ہیں جتنا کہ آپ کے لئے اور آپ کے متعلقین کے لئے ضروری ہو اور ان کے مصارف کو پورا کر سکے، لیکن حضرت علیؓ نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ صرف دو وقت کے کھانے بھر کی رقم لے سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ ہی کا مشورہ قبول کیا۔ چنانچہ آپ بیت المال سے صرف اس حد تک لیتے تھے جس کی واقعی ضرورت ہوتی تھی۔ اپنے اہل وعیال کو آپ اوسط درجے کے لوگوں کا کھانا کھلاتے تھے۔ اپنے پہننے کے لئے آپ بیت المال سے کچھ کپڑے بھی لیتے تھے۔ بس ایک جوڑا گرمی کے لئے اور ایک جاڑے کے لئے!

اس میں آپ اپنی ذات پر انتہا درجہ کا تشدد فرماتے تھے۔ کپڑے جب تک بالکل ہی پھٹ نہ جاتے تھے آپ دوسرے کپڑے نہ لیتے تھے۔ کبھی کبھی کیا اکثر کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے "ٹانکے لگاتے تھے۔ کبھی کبھی تو آپ ببول کے کانٹوں سے اپنے پیراہن خلافت کی دریدگی میں رفو فرماتے تھے!

روایت ہے کہ ایک دن آپ کو جمعہ میں دیر ہوئی۔ لوگ بہت دیر تک منتظر رہے لیکن آپ نہ آئے لوگوں کا پیمانہ صبر لبریز ہوا ہی چاہتا تھا کہ حضرت عمرؓ خطاب کرنے کے لئے منبر پر بیٹھ گئے اور دیر سے آنے کی معذرت چاہی۔ دیر سے آنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی قمیص دھوئی تھی جسے خشک کرنا چاہتے تھے وہ اب تک خشک نہ ہوئی تھی۔

حضرت عمرؓ کے پاس اتنی دولت یقیناً تھی کہ وہ آسودگی اور فراغت میں بسر کر سکتے تھے لیکن آپ کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی کہ لوگوں کو یہ بدظنی تک پیدا ہو سکے کہ یہ آسودگی اور خوشحالی بیت المال کی رقم کی بنیاد پر ہے۔

حضرت عمرؓ کے اس زہد اور اس اتقا اور اس درویشی کا سبب یہ بھی تھا کہ آپ کو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا طریق زندگی منظور تھا۔

Marfat.com

آپ فرمایا کرتے تھے:۔

"میرے دو رفیق ہیں ان دونوں نے ایک خاص انداز میں زندگی کے دن کاٹے ہیں اور میری یہ خواہش ہے کہ ہو بہو ان کے طریقوں پر عمل کروں کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو بعد میں میری مثال سے دوسرے بھی آنحضرتؐ اور صدیق اکبرؓ کی روشوں سے انحراف کریں گے۔"

اس کے باوجود فاروق اعظمؓ بیت المال سے قرض لینے کو جائز سمجھتے تھے۔ جسے وہ میسر آجانے پر واپس بھی کر دیا کرتے تھے۔ جب ادائیگی میں دیر ہوتی تو بیت المال کا منصرم آکے تقاضا بھی کر دیا کرتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کوئی نہ کوئی صورت کر کے اس قرض کو ادا کر دیتے تھے۔ کبھی کبھی یہ قرض اس رقم سے ادا ہوتا تھا جو آپ کو اس عطیہ کی شکل میں ملتی تھی جو حکومت، قوم کے افراد میں بانٹتی تھی۔

زخمی ہونے کے بعد جب آپ کو اپنی موت کا احساس ہونے لگا تو آپ نے ان تمام رقوم کا حساب لگایا جو آپ کے نزدیک بیت المال کا قرضہ تھیں۔ یہ رقوم آٹھ ہزار درہم سے کچھ زائد تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ وہ اس رقم کو بیت المال کو ادا کردیں۔ آپ نے ان سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو پہلے میری دولت کا پھر میری اولاد کی دولت کا اندازہ لگاؤ۔ اگر ان کی دی ہوئی رقوم سے کام بن جائے تو خیر ورنہ قریش سے بحیثیت قبیلہ اس رقم کا مطالبہ کرنا۔ لیکن بہر صورت اس پوری رقم کو مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچ جانا چاہیئے۔

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ یہ رقم ادا ہوگئی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ یعنی نئے خلیفہ سے، اس رقم کی ادائیگی کی رسید لے لی!

میرا خیال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے دراصل یہ قرض نہیں واپس کیا تھا بلکہ یہ اس تمام رقم کا مجموعہ تھا جو حضرت نے اپنی اور اپنی اولاد کی کفالت کے لئے بیت المال سے لیا تھا اس میں آپ کا بھتہ اور تنخواہ وغیرہ تمام چیزیں شامل تھیں۔

Marfat.com

اور ابوبکرؓ کی تقلید کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اسے بھی قرض ہی سمجھا تھا۔ گویا بحیثیت امیر المومنین کے آپ نے اپنا پورا دور خدمت اعزازی طور پر گزارا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے بیت المال کو اپنی زمین دے ڈالی تھی تاکہ اس زمین کی پیداوار سے ان کے بیت المال سے لئے ہوئے تمام کے تمام بھتے اور الاؤنس ادا ہو جائیں۔ میرے نزدیک وہی حضرت عمرؓ نے بھی کیا تھا۔

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے بیت المال سے قرض بالکل نہیں لیا اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ بیت المال کو اپنا قرض واپس کرتے وقت حضرت عمرؓ نے ان تمام رقوم کو بھی شامل کر لیا جو آپ کو جائز طور پر بحیثیت امیر المومنین کے موصول ہوئی تھیں۔ اس میں جاڑے، گرمی کے ان دو جوڑے کپڑوں کی بھی قیمت شامل تھی جو آپ پہننے کے لئے بیت المال سے لیا کرتے تھے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:۔

"میں چاہتا ہوں کہ جس وقت میں خلافت کی ذمہ داری اپنے جانشین کو سونپوں تو میرا خلافت پر یا خلافت کا (یعنی منصب خلافت کا) مجھ پر کچھ باقی نہ رہے۔ اور میرا حساب مطلقاً پاک اور صاف ہو۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یعنی آپ جب اس منصب جلیلہ سے فارغ ہوئے تو آپ کی طرف مقام خلافت کا، حکومت کا، کوئی حساب نہ تھا اس کے برعکس آپ کی ذات سے خود منصب خلافت مستفید ہوا تھا۔ اُمت پر آپ کے بے شمار اور زبردست احسانات گئے تھے۔ امیروں اور غریبوں، سب پر آپ کے احسانات تھے۔ آپ کی ذات سے سب لوں کو ایک ایسا نظام سیاست میسر آیا جس کی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ایک ایسا اجتماعی نظام قائم کیا تھا۔ ایسا معیار، جس تک پہنچنے سے عالم انسانیت آج تک باوجود کوشش پیہم قاصر ہے۔

Marfat.com

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ

شیخ محمد حنیف نقشبندی

آپؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زلف اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے خالو تھے۔ آپؓ کا اسم گرامی عثمان غنیؓ اور لقب ذوالنورین ہے۔ آپؓ کے والد کا نام عفان بن ابوالعاص والدہ کا نام اروای بنت ام حکیم بنت عبدالمطلب ہے۔ آپ کی والدہ اروای رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قبل از اسلام بھی قریش میں بڑے صاحب عزت و وقار تھے۔ تجارت آپ کا پیشہ تھا۔ دیانت اور امانت میں مشہور تھے۔ صاحب ثروت اور سخی تھے۔ آپ کا قد متوسط' رنگ سفید' زردی مائل اور چہرے پر قدرے چیچک کے نشان تھے۔ سینہ کشادہ' داڑھی گھنی اور سر پر بال رکھتے تھے۔ عمر کے آخری حصہ میں بالوں کو زرد خضاب لگاتے تھے۔ حیادار بہت تھے۔ گھر کے اندر تنہا کپڑے اتار کر دروازہ بند کر کے نہاتے تو بھی کھڑے نہ ہوتے۔ قبل از ظہور اسلام بت پرستی سے دور رہے اور شراب نوشی سے بھی پرہیز کرتے۔ ملنسار' خلیق' نرم مزاج اور کم گو تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر قریب ہو گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر دیا۔

اہل مکہ نے جس طرح دیگر مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں بہت ستایا اور اذیتیں پہنچائیں اسی طرح آپ کو بھی بہت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ کے چچا حکم بن عاص آپ کو باندھ رکھتے' مارتے' ستاتے اور مجبور کرتے کہ اسلام کو ترک کر دو اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو چھوڑ دو۔ تب تم کو رہائی اور آزادی ملے گی ورنہ نہیں۔ مگر آپ محبت

Marfat.com

اسلام کی عقیدت میں پامردی و ثابت قدمی سے ڈٹے رہے۔ حتیٰ کہ چچا کو ہتھیار پھینکنا پڑے۔

آپؓ نے پہلی ہجرت اپنی اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیگر بعض صحابہؓ کی طرح حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی۔ جب آپ حبشہ کی طرف اہلیہ سمیت روانہ ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ غزوۂ بدر رمضان المبارک ۲ ہجری کو پیش آیا۔ غزوۂ بدر کے ایام میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سخت علیل تھیں۔ حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑ گئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بدری صحابہؓ میں شمار کیا گیا اور مال غنیمت میں سے آپکو ان کے برابر حصہ دیا گیا۔ جس وقت فتح بدر کی خبر مدینہ منورہ پہنچی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات پا چکی تھیں اور انہیں قبر شریف میں اتارا جا رہا تھا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے واپس آکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعزیت و غم خواری فرمائی اور اپنی دوسری لخت جگر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ان عظیم المرتبت دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کے باعث ہی آپ کو ذوالنورین کا لقب عطا ہوا۔ یعنی دو نوروں والے۔ محبوب مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نورٌ علیٰ نورٌ ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن پاک میں ہے **قد جاء کم من اللہ نور** "تحقیق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس عظیم الشان نور آیا" اور خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اول ما خلق اللہ نوری** "سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا"۔ (مدارج النبوت)

اس سراپا نور محبوب کی محبوب بیٹیوں کی نوری صفات ذات کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے نذرانہ عقیدت یوں پیش کیا ہے۔

تیری نسل پاک میں بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت یوں نغمہ سرا ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

Marfat.com

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں نہ آئیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کا آنا تو سب سے بڑی سعادت اور بے مثال اعجاز ہے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۹ ہجری میں وصال فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت غمزدہ ہوئے۔ اکثر گریہ کناں رہتے۔ احباب کے استفسار اور تسلی آمیز گفتگو کے جواب میں فرمایا کرتے کہ غم زدہ کیوں نہ ہوں۔ خاندان نبوت سے قریبی تعلق منقطع ہو گیا اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خاطر سے دور ہو گیا ہوں۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا گہرا قریبی تعلق خاطر تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ "اے عثمان اگر میری ایک اور بیٹی ہوتی تو تیرے نکاح میں دے دیتا۔ اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو ایک ایک کر کے تیرے نکاح میں دے دیتا۔ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو ایک کے بعد دوسری اسی طرح تیرے نکاح میں دے دیتا۔ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو ایک ایک کر کے سب تیرے نکاح میں دے دیتا"۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ خبر میں نے اپنی اچھی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنھما کو عثمان کے نکاح میں دیا۔ میں نے عثمان کے ساتھ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی وحی الٰہی کے مطابق کی ہے"۔ اندازہ فرمائیں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنیؓ پر کس قدر شفقت، اعتماد، اعتبار اور اطمینان فرماتے کہ دو بیٹیوں کا نکاح آپ سے کرتے ہیں۔ تو وحی خدا ان کی تائید و طرفداری میں نازل ہوتی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی صاف دل، پختہ ایمان والے، نافع علم والے، قابل فخر عمل والے، جان و مال نثار کرنے والے ہیں۔ خالق کائنات جل شانہ اور باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دونوں آپ پر انتہائی مہربان نظر آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنے پر کپڑے سمیٹ لئے۔ پوچھنے پر فرمایا "کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں"۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے روایت کیا ہے کہ "عثمان رضی اللہ عنہ بڑے حیا والے ہیں کہ فرشتے بھی اس سے حیا کرتے ہیں"۔ (مسلم شریف۔ مسند احمد ابن عساکر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ اس کا

Marfat.com

دروازہ ہے۔

جنت کی بشارت :- ہم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ عثمان دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہے۔ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہے میرا رفیق عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت سے ایسے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے جو جہنم کے لائق ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ "اے اللہ عثمان سے راضی ہو کہ میں اس سے راضی ہوں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کے موقع پر اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا۔ حضرت عثمان نے مسلمانوں کے لئے بیئر رومہ (کنواں) خرید کر، مسجد نبوی کے لئے اراضی خرید کر، جنگ تبوک میں کثیر ساز و سامان اور جنگی مالی امداد آقا و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کی تو ہر بار محبوب خدا نے باری تعالیٰ کے حضور سفارش کی "اے اللہ میں عثمان پر راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ اب عثمان کچھ بھی کرے کوئی غم نہیں"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے تین دن بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔ بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے سب مسلمانوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ نے بارہ دن کم بارہ سال نظامت و خلافت کو چلایا۔ ابن سبا یہودی کی خباثتوں سے آپ کے دور میں ایک عظیم فتنہ پیدا ہوا جس کے نتیجے میں آپ کو نہایت مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔ شہادت کے وقت آپ تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے۔ آپ کا خون بھی قرآن پاک کی آیت کریمہ پر گرا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے "ان لوگوں کی طرف سے تم کو خدا ہی کفایت کرے گا وہی سننے والا جاننے والا ہے"۔ آپ چالیس دن سے اپنے گھر میں محصور تھے اور پانی کے علاوہ دیگر ضروریات زندگی کی آمد و رفت بھی باغیوں نے بند کر رکھی تھی۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد ماجد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے قصر خلافت کے دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے مگر باغی عقب سے دیوار پھاند کر چھت سے نیچے اترے اور گھر میں داخل ہو کر شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت ۱۸ ذوالحج ۳۵ ہجری کو واقع ہوئی۔

Marfat.com

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

☆۔۔۔قاضی محمد نور اللہ نقشبندی مجددی

شہادت بھی ایک کمال اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ جبھی تو آنحضور ﷺ نے بھی اس کی آرزو فرمائی۔ فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں'' (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنیا لشہادۃ)

لیکن حضور ﷺ کے لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تھا'' **واللہ یعصمک من الناس** (المائدہ) یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا'' اب پیش نظر دو چیزیں ہیں

۱۔حضور ﷺ کی آرزوئے شہادت

۲۔اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو دشمنوں سے بچانا

لیکن اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ اپنے محبوب ﷺ کی رضا چاہتا ہے چنانچہ رب کریم عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو دونوں اعزازات سے نوازا یعنی شہادت اور حفاظت۔ تمام عمر ظاہری حضور ﷺ کو دشمنان اسلام کی تیغ سے محفوظ رکھا اور دوسری طرف شہادت سری سے نوازا۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؓ نے شہادت کی موت کے ذریعے آنحضور ﷺ کے درجہ شہادت کو کامل کیا۔ حضور ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی شہادت حسینؓ کی خبر دے دی تھی آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو اس جگہ کی مٹی عطا فرمائی جہاں حضرت امام حسینؓ نے شہادت پانا تھی اور فرمایا

''ام سلمہ! جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جان لینا میرا یہ بیٹا (امام حسینؓ) شہید ہو گیا''۔ ام سلمہؓ نے اس مٹی کو بوتل میں رکھ دیا اور ہر روز اس کو دیکھتیں

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

Marfat.com

بڑی عجیب بات ہے کہ آنحضور ﷺ نے یہ مٹی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو ہی کیوں سپرد کی؟ اس حقیقت کو بھی حضرت آنحضور ﷺ ہی جانتے تھے کہ اسوقت تک کون سی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا بقید حیات ہونگی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات واقعہ کربلہ کے وقت وفات پا چکی تھیں۔ صرف حضرت ام سلمہؓ ہی حیات تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے مٹی ان کے سپرد کی۔ صرف شہادت کی ہی خبر نہیں دی بلکہ مخبر صادق ﷺ نے تو مقام شہادت سے بھی صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم کو آگاہ فرمادیا تھا علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ یزید کے بارے میں جو باتیں رسول اللہ ﷺ نے روایت کیں حضرت ابو ہریرہؓ کو ان کا علم تھا اسی لئے وہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ! میں ساٹھ ہجری کی ابتداء اور لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں" (صواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کا وصال انسٹھ ہجری میں ہوگیا۔ غرضیکہ احادیث میں کثرت سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبریں تھیں جنہیں صحابہ اکرام ﷺ مانتے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرما جانے پر سلطنت اسلامیہ کی ذمہ داری جانثار رسول حضرت ابو بکر صدیقؓ پر آپڑی۔ اس طرح خلافت راشدہ کا آغاز ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد عمر فاروقؓ ان کے بعد عثمان غنیؓ ان کے بعد علی المرتضیٰؓ۔ آپ کی شہادت کے وقت خلافت کی مدت میں کچھ عرصہ باقی تھا تو امام حسنؓ نے وہ مدت بطور خلیفہ راشد پوری فرما کر حکومت کا کام حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔

حضرت امیر معاویہؓ جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی تھے آپ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے یزید نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی جبکہ وہ اس کا اہل نہ تھا تمام اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یزید مسلمانوں کی امارت وخلافت کا اہل نہ تھا۔ بلکہ یہ شخص فاسق وفاجر، شرابی، بدکار، ظالم بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس نے محرمات کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ کو اعلانیہ رواج دیا مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی بے حرمتی کروائی۔

Marfat.com

حضرت امام حسین نواسہ رسول جگر گوشہ بتولؓ کی غیرت دینی یہ سب کس طرح برداشت کر سکتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس فاسق و فاجر کی بیعت سے انکار کر دیا۔ حضرت امام حسینؓ جانتے تھے کہ یزید کیلئے یہ بات باعث اشتعال ہوگی اور وہ دشمن اسلام میری جان کا دشمن ہو جائے گا۔ مگر پھر بھی آپ کی دیانت اور تقویٰ نے اس بات کی اجازت نہ دی یزید کی بیعت گویا شریعت اسلامیہ اور ملت حنفیہ کا نقشہ بدلنا تھا اس لئے آپ نے نہ صرف اس سے گریز کیا بلکہ اہل مدینہ کو بھی اس کی ترغیب دی۔

اہل کوفہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ سے ہی حضرت امام حسین کو خط لکھتے تھے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ اس طرح کے تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب خط اور درخواستیں آپ کے پاس موجود تھیں چنانچہ حالات کا جائزہ لینے کیلیے آپ نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجا انہوں نے وہاں پہنچ کر حضرت امام حسینؓ کیلیے مسلمانوں سے بیعت لینا شروع کی۔ ہزار آدمی بیعت ہوئے۔ نعمان بن بشیر گورنر کوفہ نے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو اسطرح کی سیاسی سرگرمیوں سے نہ روکا تو یزید نے انہیں برطرف کر کے ابن زیاد کو جو کہ بصرہ کا گورنر تھا کوفہ کی گورنری بھی دے دی۔ وہ مکار و عیار تھا اس نے اہل حجاز کا لباس پہنا اور اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ روانہ ہوا۔ اہل کوفہ جو کہ حضرت امام حسینؓ کا شب و روز انتظار کرتے تھے یہ سمجھے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں چنانچہ جب انہوں نے اسے دیکھا تو بیک زباں پکار اٹھے۔

"مرحبا بک یا ابن الرسول و قدمت خیر مقدم"

یہ عیار اپنی سواری پر چلتا ہوا سیدھا دارالامارۃ پہنچا۔ صبح کو اس نے جب کوفیوں کو خطاب کیا تو تب بھید کھلا کہ یہ حضرت امام حسینؓ نہ تھے بلکہ ابن زیاد و حامی یزید تھا۔ اس نے اپنے خطاب میں لوگوں کو یزید دشمنی کے انجام سے ڈرایا اور طرح طرح کی دھمکیوں اور حیلوں سے انہیں منتشر کر دیا۔ پھر اس نے تمام عمائدین و روسائے کوفہ کو نظر بند کر دیا۔ قیدی اور نظر بند روسائے کوفہ کو ابن زیاد نے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے عزا و اقارب اور زیر اثر لوگوں کو حضرت مسلم بن عقیلؓ سے

Marfat.com

جدا کریں۔ ابن زیاد کی یہ سازش کارگر ہوئی۔ چنانچہ ایک ہی دن میں شام کی نماز مغرب تک امام مسلم بن عقیلؓ کا ساتھ تقریباً سبھی چھوڑ چکے تھے۔

حضرت مسلم بن عقیلؓ نے حالات کو اپنے حق میں پا کر حضرت امام حسینؓ کو خط لکھ دیا تھا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ اب معاملہ الٹ ہو گیا تو بے حد پریشان ہوئے اس حالت میں آپ کو پیاس ہوئی ''طوعہ'' نامی ایک عورت جس کا گھر سامنے تھا، سے پانی مانگا اس نے پہچان کر اپنی سعادت سمجھ کر پانی دیا اور ساتھ ساتھ پناہ بھی لیکن اس کا بیٹا محمد ابن اشعث کا ساتھی تھا اس نے اسے اطلاع دی تو وہ کوتوال کوفہ عمر بن حریث اور کچھ دیگر سپاہیوں کے ساتھ طوعہ کے گھر پہنچے اور چاہا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر لیں مگر مسلم بن عقیلؓ نے ان کا مقابلہ تلوار سے کیا۔ کوتوالیوں میں سے کچھ مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے تو فوراً انہوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور کہنے لگے ''ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے مدعا ہمارا صرف اتنا ہے کہ آپ ابن زیاد کے پاس چل کر اس سے معاملات طے کر لیں'' چنانچہ آپ ان کے ساتھ چل پڑے۔ وہاں پہلے دو آدمی مقرر کیے گئے تھے کہ جب مسلمؓ اندر داخل ہوں انہیں فوراً شہید کر دیا جائے۔ چنانچہ جب آپ ابن زیاد کے دار الامارۃ میں داخل ہو رہے تھے تو آیت قرآنی '' ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق '' کی تلاوت فرما رہے تھے اسی حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ ادھر امام حسینؓ ۳ ذوالحج ۶۰ھ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ جس میں کل ۸۲ نفوس تھے عراق کی طرف روانہ ہو چکا تھا جب ''ذات عرق'' بند کے مقام پر پہنچے تو بشیر ابن غالب سے ملاقات ہوئی وہ کوفہ سے مکہ مکرمہ کی طرف آ رہے تھے ان سے صورت حال دریافت کی تو جواب ملا کہ ''دل آپ کی طرف مگر تلواریں بنو امیہ کی طرف اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے'' حضرت امام حسینؓ نے فرمایا'' سچ ہے'' آگے ایک مقام 'بطن الرمہ' پر عبید اللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی انہوں نے صورت حال سے آگاہی دیتے ہوئے امام حسینؓ کو واپسی کا مشورہ دیا لیکن امام حسینؓ نے فرمایا'' ہمیں صرف وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو ہمارے لئے مقرر کی گئی ہے''

جب کوفہ دو منزل دور رہ گیا آپ کو حر بن ریاحی ملا اس کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا اس نے آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے ابن زیاد نے آپ کی طرف بھیجا کہ آپ کو وہاں لے چلوں اسی

Marfat.com

اثنا میں حر نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ دلی طور پر آپ کے ساتھ ہے نمازیں بھی آپ کی اقتدا میں ادا کرتا رہا لیکن ابن زیاد کے اندیشے سے وہ ظاہراً مراعات وغیرہ نہ پیش کیں محرم الحرام کی دو تاریخ ہو چکی تھی آپ نے کوفہ کا راستہ چھوڑ کر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ کیا مقام دریافت کیا تو پتا چلا کہ اس مقام کو'' کربلا'' کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں میری شہادت ہوگی میرے ساتھ دیگر اہل سفر بھی یہاں شہید کیے جائیں گے ابن زیاد نے بائیس ہزار کا لشکر جمع کیا اور فرات کے کنارے کربلا کے میدان میں حضرت امام حسینؓ کے خیموں کیسامنے پڑاؤ کیا۔

چھوٹی سی جماعت کے لئے بائیس ہزار کا لشکر۔۔۔!!! یقیناً ابن زیاد کو بھی حضرت امام حسینؓ کی استقامت وتقویٰ کی خبر تھی پھر اسی پر بس نہیں بلکہ امامؓ اور ان کے ساتھیوں پر فرات کا پانی ممنوع کر دیا تین دن اسی حالت میں گزرے نمازیں بھی تیمم سے ادا ہونے لگیں دس محرم الحرام تک یہی مطالبہ رہا کہ یزید کی بیعت کر لیں مگر حضرت امام حسینؓ نے یہ گوارا نہ کیا بالآخر دس محرم الحرام کا وہ قیامت نما دن آ گیا جمعہ کی صبح فجر کی نماز حضرت امام حسینؓ نے اپنے رفقا کے ساتھ جماعت سے ادا کی پھر ابن زیاد کے لشکریوں نے حضرت امام حسینؓ کو جنگ کی دعوت دے دی غور کریں کیا امام حسینؓ جنگ لڑنے کے لئے آئے تھے۔۔۔؟؟؟ نہیں ہرگز نہیں مگر پھر بھی انہیں جنگ کی طرف راغب کیا گیا ایک مٹھی بھر جماعت کے سامنے بائیس ہزار کا لشکر پورے سازوسامان کے ساتھ کھڑا تھا جنگ کا نکارا بجا دیا گیا امام عالی مقامؓ نے خطبہ دیا جس میں ابن زیاد اور اس ساتھیوں کو اپنا نسب وقبیلہ حضور ﷺ سے نسبت، اپنی صورت حال، اور ان کی عاقبت اور انجام سے آگاہ کیا اور باز رہنے پر جنت اور امن سکون کی بشارت بھی سنائی۔ یہ بھی فرمایا'' میں جنگ لڑنے کے لئے نہیں آیا'' مگر ابن زیاد نے کہا یہ سب باتیں ہمیں معلوم ہیں آپ صرف اسوقت جنگ لڑیں اور کسی کو جنگ کی ابتدا کیلیے بھیجیں'' آپ نے فرمایا'' مجھے بھی علم ہے کہ تمہیں یہ سب باتیں تمام حجتیں پوریں کرنا چاہتا ہوں'' ابن زیاد کے ایک سپاہی مالک بن عروہ نے جب یہ دیکھا کہ امام حسینؓ نے اپنے خیموں کے گرد خندق کھود کر اس میں آگ جلائی ہے تو فوراً پکارا اٹھا:

''حسین! تم نے اس آگ سے پہلے ہی اپنے لئے آگ منتخب کر لی''

Marfat.com

حضرت امامؓ کے ایک رفیق مسلم بن عوسجؓ نے اجازت چاہی کہ اس بدزباں کے منہ پر تیر ماروں لیکن پیکر صبر واستقامت نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ بلکہ آپ نے فرمایا ''خبردار کوئی میری طرف سے جنگ میں پہل نہ کرے''۔ یک دم اس گستاخ مالک بن عروہ کا گھوڑا بدکا اور اسے گھسیٹتا ہوا اسی خندق کی آگ میں لے جاکر پھینک آیا۔

ایک اور بدزباں نے کہا ''حسین! تمہیں پیغمبر ﷺ سے کیا نسبت؟''

آپ نے دعا کی ''یا اللہ! اس بدزباں کو فوری عذاب میں مبتلا کر''

اسی اثناء میں اسے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی وہ دوڑا اور ایک جانب ہو کر بیٹھا ہی تھا کہ سیاہ بچھو نے اسے نیچے سے ڈنگ ماردیا اور وہ خبیث وہیں لوٹنے لگا اور اپنی ہی گندگی میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جنگ شروع ہوگئی ابن زیاد کے لشکر نے ہی پہل کی اور جنگ کی ابتدا کی امام حسینؓ کے ساتھی جدھر نکلتے دشمنوں کے درجنوں سپاہیوں کو تہہ تیغ کرتے۔ لشکر اسلام کے پیاسے سپاہی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ اور ایک کر کے سینکڑوں یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد جام شہادت نوش کر رہے تھے۔

اس جنگ کے دوران حر بن یزید کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی وہ بے قراری کے ساتھ بار بار عمرو بن سعد کے پاس جاتے اور کہتے ''تم امام حسین کے ساتھ جنگ کر رہے ہو کل قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو کیا کیا منہ دکھاؤ گے؟'' جب عمرو بن سعد سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگا ''لگتا ہے آپ کو ہولناکیوں اور خون سے ڈر گئے ہیں۔'' حر بن یزید نے کہا ''نہیں میں بہت سی جنگیں لڑی ہیں مگر یہ جنگ کسی دشمن سے نہیں بلکہ اپنے آپ سے ہے۔۔۔ اپنی عاقبت سے ہے۔۔۔ کیا کروں میں تو جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔''

اسی دوران حضرت امام حسینؓ کی آواز ابھری ''کوئی ہے جو اہل بیت رسول پر جان قربان کرے اور رسول اللہ ﷺ کے حضور سرخروئی پائے''

امام حسینؓ کی آواز نے حر کے پاؤں میں پڑی ہوئیں بیڑیاں کاٹ ڈالیں دل بے تاب کو قرار سا نصیب ہوا تو کہنے لگا '' کچھ عجیب نہیں کہ کریم نے کرم کی بشارت دی ہے۔ جان قربان کرنے

Marfat.com

کے لیے چل پڑو۔'' دل کی یہ بات سن کر حر لشکر شام سے نکلا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دوزخ سے نکلا اور جنت کی طرف چل پڑا۔

یہ نعرہ حُر کا تھا جس وقت فوج شام سے نکلا!
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے

حضرت امام حسینؓ کے پاس توبہ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا ''حُر! وہی (اللہ) ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے'' اجازت پا کر حُر بھی آگے بڑھا اور لشکر ابن زیاد کے سپاہیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے لگا۔ عمرو بن سعد نے بہت حیلے بہانے کیے کہ کسی طرح حُر واپس لشکر میں آجائے لیکن وہ کسی طرح کامیاب نہ ہوا۔ بالآخر حُر کے سینے میں ایک تیر لگا۔ اور جام شہادت نوش کیا لشکر اسلام کے ایک ایک سپاہی نے اس قدر یزیدیوں کو واصل جہنم کیا کہ عمرو بن سعد کو بالآخر اعتراف کرنا پڑا کہ اگر ہم امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ فریب نہ کرتے اور پانی بند نہ کرتے تو امام حسین کا ایک ایک سپاہی ہمارے تمام لشکر کو تباہ و برباد کر دیتا۔''

نماز عصر تک تمام جانثار ایک ایک کر کے شہید ہو گئے حضرت امام حسینؓ ابھی تک تن تنہا لڑ رہے تھے ننھے علی اصغرؓ پیاس سے بے تاب ہوئے جا رہے تھے آپ نے انہیں اٹھایا اور فرات کی طرف بڑھے اور بلند آواز سے پکارا ''تمام کنبہ تو تمہاری بے رحمی کی نذر کر چکا اب بھی اگر آتش بغض و عناد جوش پر ہے تو میں حاضر ہوں۔ یہ ننھا شیر خوار ہے اس کے لئے پانی کے دو گھونٹ دے دو تا کہ اسکا حلق تر ہو جائے'' مگر مخالفین کو ذرا بھر بھی رحم نہ آیا ایک سنگ دل نے تیر چھوڑا جو سیدھا ننھے علی اصغرؓ کے حلق میں لگا۔ اور وہاں سے حضرت امامؓ کے بازو مبارک میں بیٹھ گیا۔ آپ نے تیر کھینچا تو بچے نے تڑپ کر جان دے دی۔ ادھر اہل خیمہ کو گمان تھا کہ بچے کو ضرور پانی مل جائے گا۔ لیکن جب آپ بچے کو لیکر خیمے میں داخل ہوئے تو سب نے دریافت کیا'' پانی مل گیا؟'' آپ نے فرمایا'' یہ بھی ساقی کوثر کے جام رحمت و کرم سے سیراب ہونے کیلئے اپنے بھائیوں سے جاملا۔ اللہ تعالی نے ہماری یہ چھوٹی سی قربانی بھی قبول فرمائی۔''

اب حضرت امام حسینؓ نے تمام ذمہ داریاں حضرت زین العابدینؓ (جو کہ بیمار تھے اور

Marfat.com

جنگ نہ کر سکے) کو سونپیں اور خود عمامہ رسول ﷺ سر پر باندھا اور جنگ کے میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچ کر پھر ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا۔ "تم نے میرے ستر سے زیادہ اہل وعیال، اعزہ و اطفال اور اصحاب و موالی میں سے شہید کیے۔ اب میرے قتل کا بھی ارادہ رکھتے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ عیش دنیا میں پائیداری و قیام نہیں۔ اگر سلطنت کی طمع میں میرے در پے آزار ہو تو مجھے موقع دو میں عرب چھوڑ دنیا کے کسی اور حصے میں چلا جاؤں گا۔ اگر یہ کچھ منظور نہ ہو اور اپنی حرکات سے باز نہ آؤ تو ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی پر صابر شاکر ہیں"

یہ خطبہ سن کر اگرچہ بہت سے کوفی بھی رو پڑے لیکن ظالمان بدگمان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ شمر اپنے ساتھیوں سمیت آپ پر حملہ آور ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "یزید کی بیعت کر لیں تو کوئی آپ سے تعرض نہ کرے گا بصورت دیگر جنگ ہی ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں"

غرضیکہ اسلام کا اکیلا سپاہی بہادری سے لڑنے لگا۔ امام حسین تن تنہا لڑتے رہے اور دشمن کی صفوں کو چیرتے رہے آخر کار یزیدیوں نے آپ کو گھیر کر تیر برسانے شروع کر دیے ایک تیر جبین اقدس میں لگا تو آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ اسی پر بس نہ ہوا بلکہ خولی ابن یزید نے آپ کا سر تن سے جدا کر دیا اور نیزے پر رکھ کر لہرانے لگا آپ کی عمر مبارک اسوقت پچپن سال پانچ ماہ اور پانچ دن کی تھی۔

شاہ است حسین پادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

☆☆☆☆☆

کتابیات: قرآن کریم، صحیح بخاری شریف، خصائص کبریٰ، صواعق المحرقہ، سوانح کربلا از محمد نعیم الدین مرادآبادی

Marfat.com

A trusted name in tapestry variety
چوائس سینٹر
Choice Center
Curtain Cloth, Sofa Cloth, Plane & Printed Carpets
Centre Pieces, Wall Paper & Window Blind
Chowk Prince (Naz) Cinema, Gujrat-Pakistan.
Ph : +92-53-3524566, 3533134

Fazal-e-Sher-e-Rabbani
Center
For new & latest variety of tapestry
الفضل سینٹر
Curtain Cloth
Sofa Cloth
Plane & Printed Carpets
Centre Pieces
Wall Paper
Window Blind
Main Rehman Shaheed Raod, Opp. Shadman Colony,
Gujrat-Pakistan. Ph : +92-53-3604535,2105778

Marfat.com

نہایت مناسب داموں میں اعلیٰ معیار کیساتھ
ہر فینسی ورائیٹی کا جدید مرکز
ہر قسم کی چھپائی کا بہترین مرکز
الطاف زری اینڈ وول ہاؤس
ہمارے ہاں
ہر قسم کا نائیلون کا
گوٹہ
نقشی
تلہ
گلے
کناری
فیبرک پلینٹ
اور دبکا وغیرہ
بازار سے بارعائت خرید فرمائیں
آپ کا اعتماد ہمارا اعزاز
آپ کی خدمت ہمارا شعار
الطاف زری اینڈ وول ھاؤس
فون نمبر
(042)
5821941
مین بازار چونگی امر سدھو لاہور

Marfat.com

اسلامی حکومت اور قضا

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

اسلام دین فطرت ہے اور قیامت تک آنیوالی پوری نسل انسانی کے لئے ایک جامع، روشن، محفوظ اور کامل ضابطہ حیات ہے، نظام عقائد و افکار ہو یا نظام عبادت، نظام معاشرت ہو یا نظام معیشت، روحانی و اخلاقی نظام ہو یا نظام عائلی و منزلی، نظام سیاست ہو یا قانون، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، قومی و ملی زندگی ہو یا بین الاقوامی زندگی، قرآن حکیم اور صاحب قرآن ﷺ کے ارشادات گرامی میں، زندگی کے ہر ہر موڑ اور ہر ہر گوشے میں رہنما زریں اصول عطا کئے گئے ہیں جو عالم انسانیت کی فلاح و کامرانی کی مکمل ضمانت دیتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی انسانی معاشرہ عدل و انصاف کے قیام کے بغیر صحتمند بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکتا اس لئے اسلام نے اسلامی حکومت کے لئے قضا کے بنیادی رہنما اصول دیئے ہیں۔ قرآن حکیم میں قضا کے کونسے رہنما اصول ہیں؟ سنت میں قضاء کے کن رہنما اصول کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلامی تاریخ کے آئینے میں قضاء چند نظائر، قاضی کا منصب اور اس کی ذمہ داریاں، بنیادی اصول قضا اور آخر میں قضا کے وہ خصائص جس کی بنا پر اس کو دنیا بھر کے نظامہائے قضاء میں ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے یہ وہ چند مباحث ہیں جنھیں اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے ہم قرآن حکیم کی روشنی میں قضاء کے رہنما اصول کا جائزہ لیتے ہیں:

قرآن حکیم میں مدینہ منورہ میں اسلامی انقلاب کے بعد قائم ہونیوالی پہلی اسلامی حکومت کے اولین سربراہ مملکت کو، جو رسول و پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ اولین مامور من اللہ قاضی بھی ہیں یہ تلقین کی گئی ہے:

Marfat.com

"فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواء ھم عما جائک من الحق" (1)

اس ارشاد ربانی میں اولاً قضا کو ایک دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ وہ ایک عادلانہ نظام قضاء قائم کرے اور لوگوں کے مابین جھگڑوں اور تنازعات کا فیصلہ قانون ربانی کے مطابق انجام دے۔ حقداروں کو ان کے حقوق دلوائے اور حقوق تلف ہو رہے ہوں تو ظلم کا ازالہ کرے۔

اس آیت کا خطاب رسول کریم ﷺ سے ہے جو اسلامی معاشرے (اسلامی امہ) اور ریاست مدینہ کے سربراہ ہیں۔ اس جامع آیت میں آپ ﷺ کو منصفانہ فیصلے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کا ہر خلیفہ اور قاضی اس آیت کا مخاطب ہے۔ مختصراً ایک اسلامی حکومت کے بنیادی فرائض میں سے ہے کہ وہ قضاء کا ایک صالح اور عادلانہ نظام قائم کرے۔

ثانیاً اس آیت کریمہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تمام فیصلے احکام الٰہیہ اور شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں۔ "بما انزل اللہ" کے الفاظ واضح طور پر اس امر کی صراحت کر رہے ہیں۔ قرآن حکیم کی دوسری متعدد آیات میں بھی اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے جن میں سے صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون" (2)

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون" (3)

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون" (4)

"وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک" (5)

ثالثاً اس جامع آیت میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ رسالت مآب ﷺ اور ان کے بعد جملہ قضاۃ کو کسی بھی مخصوص فرد، مخصوص گروہ یا مخصوص قوم کے مرتبے اور مقام سے متاثر ہوئے بغیر فیصلے کرنے چاہئیں اور ان کی مصلحتوں

Marfat.com

اور خواہشات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جائے۔ جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ یہود کے بعض سردار اور احبار، سرور دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ "آپ کو اس امر کا بخوبی علم ہے کہ یہود میں ہمیں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ اگر ہم آپ کی پیروی کرینگے تو پوری قوم یہود آپ کی پیروی کریگی اور کبھی بھی ہماری مخالفت نہ کریگی۔ ہمارے اور ہماری قوم کے بعض گروہوں میں کچھ جھگڑا ہے اگر آپ ہمارے حق میں فیصلہ دینگے تو ہم آپ پر ایمان لے آئینگے اور آپ کی تصدیق کریں گے (6) مگر آپ ﷺ نے ان کے اثر اور دباؤ کو قبول کرنے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو کسی بھی سطح پر نظرانداز کرنے سے صاف انکار فرمادیا۔

رابعاً اس آیت قرآنیہ میں قضاۃ کی توجہ کو اس امر کی طرف مرکوز کیا گیا ہے کہ تمام فیصلے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ ہوں۔ قرآن حکیم کی بکثرت آیات میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف دو آیات ذکر کی جاتی ہیں

"و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" (7)

"وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان اللّٰہ یحب المقسطین" (8)

قرآن حکیم میں قضا کے بارے میں ان رہنما اصول کے اجمالی ذکر کے بعد اب ہم سنت رسول کریم ﷺ کی روشنی میں قضا کے رہنما اصول کا جائزہ لیتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ ماموں من اللہ قاضی تھے اور آپ ﷺ کو منصب قضا بارگاہ خداوندی سے عطا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک مثالی قاضی کی حیثیت سے امت مسلمہ کے آنیوالے قاضیوں کے لئے ایک دائمی نمونہ عمل پیش فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاً منصب قضا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے منصب قضا کی نازک ذمہ داری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر سکین" (9)

ثانیاً آپ ﷺ نے منصب قضا کی طلب سے مجتنب رہنے کی تلقین فرمائی:

"من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللّٰہ علیہ ملکا

Marfat.com

یسلدہ" (10)

ثالثاً رسالت مآب ﷺ نے قضاۃ کو اپنے فیصلوں میں حکمت و بصیرت اور امانت و دیانت کو ملحوظ رکھنے کی تاکید فرمائی - آپ ﷺ نے قاضیوں کی تین اقسام کا ذکر کیا اور فرمایا:

القضاۃ ثلاثاثۃ - واحد فی الجنۃ واثنان فی النار - فاما الذی فی الجنۃ فرجل عرف الحق فقضی بعہ و رجل عرف الحق فجار فی الحکم فھو فی النار و رجل قضی للناس علی جھل فھو فی النار (11)

پوری تاریخ عالم اس امر پر شاہد ہے کہ عدل و انصاف کے قیام میں سب سے بڑی رکاوٹ رشوت ہدیے اور تحفے پیش کرنا ہیں تاکہ فیصلہ کسی مخصوص فرد کے حق میں ہو جائے - چنانچہ جس طرح قرآن حکیم میں رشوت اور باطل طریقے سے مال کھانے سے منع کیا گیا ہے (12)

سرور دو عالم ﷺ نے بھی اپنے متعدد فرامین میں رشوت اور اس کی مختلف صورتوں کو اختیار کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے - (13)

یہاں اس امر کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ قاضیوں کے تقرر میں ان کی صلاحیت' بصیرت اور معاملہ فہمی کے اوصاف کے ساتھ ساتھ ان کے تقوی کو بھی ملحوظ رکھتے تھے چنانچہ یمن کے علاقے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت معاذ بن جبلؓ کا تقرر' قاضیوں کے تقرر میں اعلیٰ معیار ملحوظ رکھنے کا ایک روشن ثبوت ہیں -

کتاب و سنت کے ان رہنما اصول کے مختصر ذکر بعد اب ہم اسلامی تاریخ کی روشنی میں قضا کے چند نظائر کا جائزہ لیتے ہیں

میثاق مدینہ' جسے ڈاکٹر حمید اللہ نے (14)

"THE FIRST WRITTEN CONSTITUTION IN THE WORLD"

قرار دیا ہے' کی وقت میں رسول کریم ﷺ کو ریاست مدینہ کا سربراہ مملکت' چیف

Marfat.com

جسٹس اور کمانڈر ان چیف تسلیم کیا گیا ہے۔ ابن ہشام نے اس معاہدے کا پورا متن دیا ہے جس میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

"وانه ما کان بین اهل هذه الصحیفة من حدث او اشتجار یخاف فساده فان مرده الی الله عزوجل والی محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم" (15)

"وانکم مهما اختلفتم فیه من شئی فان مرده الی الله عزوجل والی محمد صلی الله علیه وسلم" (16)

پہلی شق میں آپ ﷺ کو مسلمانوں کے علاوہ یہود اور دیگر غیر مسلم قبائل کی طرف سے سربراہ مملکت تسلیم کیا گیا ہے جبکہ پہلی اور دوسری دونوں شقوں میں متنازعہ فیہ معاملات کے فیصلے میں آپ کو آخری اتھارٹی تسلیم کرنے کے حوالے سے ریاست مدینہ کا چیف جسٹس تسلیم کیا گیا ہے۔

ایک اور شق کے الفاظ یہ ہیں:

"وانه لا یخرج منهم احدا الا باذن محمد صلی الله علیه وسلم" (17)

اس شق میں ریاست مدینہ کے تمام باشندوں کو جنگ کے لئے نکلنے سے پہلے محمد ﷺ کی اجازت کے حصول کا پابند کیا گیا ہے۔ گویا اس شق میں آپ ﷺ کو ریاست مدینہ کا کمانڈر ان چیف تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں آپ ﷺ کے چیف جسٹس ہونے کے حوالے سے صرف دو واقعات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ ﷺ کی خدمت میں فیصلے کے لئے لائے گئے۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ میں تشریف آوری پر احبار یہود کا بیت المقدس میں ایک اجتماع ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے ایک مرد و عورت کی بدکاری کا مقدمہ پیش کیا گیا۔ احبار نے آپ ﷺ سے کہا:

"فاحکم فیها فقد ولیناک الحکم فیهما" آپ ﷺ نے ان کے حیلے بہانے سے تورات کے اصل حکم کو چھپانے کی سازش کو ناکام بناتے ہوئے ان مجرم مرد و عورت کے لئے رجم کا حکم دیا۔ (18)

Marfat.com

یہود کی طرف سے دوسرا متنازعہ مسئلہ جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا بنو نضیر اور بنو قریظہ کی دیت کا تھا' ابن ہشام نے سورہ مائدہ کی آیت کے شان نزول کے حوالے سے اس واقعہ کا ذکر کیا:

"فتحاکموا فی ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ فیھم فحملھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الحق فی ذلک فجعل الدیۃ سواء" (19)

علاوہ ازیں احبار یہود نے آپ ﷺ سے ایک فریق کے معاملے میں فیصلہ لینے کے لئے جو درخواست کی تھی اس کے الفاظ یہ ہیں:

"وان بیننا و بین بعض قومنا خصومۃ افنحاکمھم الیک فتقضی لنا علیھم"(20)

رسول کریم ﷺ کے دور مسعود کے بعد عہد خلافت میں بھی قضا کا نظام مستحکم اور تابناک اصول پر قائم تھا' صرف علم و بصیرت میں فائق حضرات ہی کو قاضی بننے کا اہل سمجھا جاتا تھا اور اس اصول پر سختی سے عمل ہوتا تھا۔ خود خلیفہ وقت قاضی کی حیثیت سے بھی کام کرتا تھا لیکن مدعی اور مدعا علیہ ہونے کی صورت میں دوسرے قاضی کے سامنے پیش بھی ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں کی روشن مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ دور صحابہ میں خلفاء کے علاوہ جو حضرات منصب قضا پر فائز ہوئے ان میں حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت زید بن ثابتؓ قاضی شریح حضرت ابو موسیٰؓ اشعری بہت مشہور ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام تاریخی خط میں قضا کے بنیادی رہنما اصول کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے

آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے وابستگان سے خصوصی اور مخیر حضرات سے عمومی اپیل ہے کہ
دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ درجامعہ شیر ربانی برائے طالبات کیلئے مالی تعاون فرمائیں

Marfat.com

خواجہ خواجگان حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

☆۔۔۔ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

ابتدائیہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام اولیائے اللہ نے سنت رسول اللہ ﷺ پر بہت زور دیا ہے۔ خود اپنی زندگی رسول ﷺ کے مطابق سیر کرتے رہے اور اپنے ملنے والوں کو سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے۔ جب کوئی شخص خلاف سنت عمل کرتا تو اُن کو بہت دکھ ہوتا اور فوراً اُسے ٹوکتے تھے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ تو کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا۔" حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے"۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کچھ معلوم ہے تمہیں اپنے زمانے کے لوگوں پر تم کو کیوں برتری حاصل ہے پھر آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا چونکہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو اور اللہ کے نیک بندوں کا احترام کرتے ہو"۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے مخلوق کی تمام راہیں بند ہیں اس کیلئے صرف ایک راستہ کھلا ہے جو سنت کی پیروی کرنا ہے"۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ "ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی پیروی سے اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع سے وابستہ ہے۔ مثلاً سنت نبوی ﷺ کی اتباع کے طور پر دو پہر کا سونا (قیلولہ کرنا) کئی راتیں جاگنے سے بہتر اور افضل ہے"۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے بارے میں فرماتا ہے کہ: "میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ کام کرتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے"۔ (حدیث نبوی)

Marfat.com

دے میرے دل کو سکون یعقوب چرخی کی طفیل

سکون اور حرکت دو متضاد صفتیں ہیں۔ حرکت سے زندگی کا اظہار ہوتا ہے اور سکون موت کی علامت ہے۔ پھر بھی لوگ سکون کی تلاش میں رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے سکون محض رک جانے کا نام نہیں بلکہ آرام کا مفہوم بھی سکون میں پایا جاتا ہے۔ مسلسل کام کرنے والا جب تھک کر ستانے لگتا ہے تو اسے بھی سکون کہتے ہیں۔

سکون جسمانی بھی اور قلبی بھی ہوتا ہے۔ قلبی راحتیں قلبی سکون کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ دل کی بے چینیاں دینی اور دنیوی کاموں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ انسان کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ اس طرح تخلیقِ کا وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ کے پیشِ نظر تھا۔ اسی لئے مردان حق قلبی سکون کے متلاشی ہوتے ہیں اور یہ سکون انہیں ذکر اللہ ہی سے مل سکتا ہے۔ ایک طالب دعا ایسا ہی سکون چاہتا ہے اور حضرت یعقوب چرخی کی وساطت بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہے کہ اے خداوند کریم

دے میرے دل کو سکون یعقوب چرخی کی طفیل

حضرت یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں مگر آپ کی تربیت کی تکمیل حضرت خواجہ علاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

ولادت:

آپ 762 ہجری بمطابق 1360 عیسوی غزنی ایک گاؤں چرخ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ حصولِ علم کے لئے نکلے تو پہلے جامع ہرات میں تعلیم حاصل کی اور پھر مصر چلے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کرنے میں مشغول رہے لیکن اس رسمی اور ظاہری تعلیم کی تحصیل کو آپ نے

Marfat.com

ناکافی سمجھا۔

روحانی تربیت:

آپ مکتب روحانیت میں بھی بیٹھنا چاہتے تھے تا کہ سلوک کی منزلیں طے کر سکیں۔ اس غرض سے آپ بخارا میں تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوئے۔ ان کے کرمِ عمیم اور توجہ سے یہ راز ان پر منکشف ہوا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ خواص اولیاء اللہ میں سے ہیں اور کامل واکمل ہیں۔ ایک دن آپ نے قرآن پاک سے فال نکالی تو یہ آیت نکلی: اولٰک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ (سورہ انعام رکوع 10) ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے پس تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔

اب آپ قصر عارفاں میں پہنچے جو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ تھا تو وہ آپ کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ آپ بڑے لطف واحسان سے پیش آئے اور مغرب کی نماز کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ کی توجہ ان کے لئے ایک ایسی ناقابل برداشت ہیبت بن گئی جو دیکھی نہ جاتی تھی۔

اب آپ نے فرمایا: دیکھو علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم جو زیادہ تر نبیوں اور رسولوں کو میسر ہے اور دوسرا زبان کا علم ہے۔ یہ علم بنی آدم پر حجت ہے۔ آپ یقیناً علم باطنی سے حصہ بھی پائیں گے اور پھر یہ حدیث پڑھی:

"جب تم اہلِ صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو۔ کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں۔ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں۔"

فرمایا: ہم مامور ہیں۔ اپنے آپ کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات ہم دیکھیں گے کہ آپ کے بارے میں ہمیں کیا حکم ہوتا ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ رات مجھ پر بہت تنگ گزری

Marfat.com

کیونکہ اس رات میری قسمت کا فیصلہ ہونا تھا۔ بار بار یہی خیال آتا تھا کہ خدا جانے کیا حکم ہوتا ہے۔ قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ صبح کی نماز میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ آپ نے تبسم فرما کر کہا: مبارک ہو۔ تجھے ہم نے قبول کرلیا۔ بعد ازاں آپ نے مجھے بیعت فرما کر اپنے خلیفہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور میری باقیماندہ تربیت انہی سے ہوئی۔ اس کے بعد چند روز مجھے اپنی صحبت میں رکھ کر سفر کی اجازت عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم کو ہم سے ملا ہے اس کو مخلوق تک پہنچاؤ۔ پھر آپ نے تین مرتبہ با آواز بلند فرمایا کہ تیرے سلوک کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگی۔ ان کی صحبت کو لازم رکھنا۔ چنانچہ میں دست بوسی کر کے وہاں سے روانہ ہوا اور علاقہ کیش میں پہنچا۔ وہاں آپ نے لوگوں کو ذکرِ خداوندی کی تلقین کرنا شروع کی۔ جلد ہی بہت سے لوگ آپ کے معقد ہو گئے۔ آپ ابھی وہاں قیام پذیر تھے کہ آپ کو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر پہنچی۔ آپ بہت ہی غمگین اور پریشان ہوئے۔ اس کے بعد آپ تکمیلِ درجات کے لئے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی حیات تک وہیں رہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں شام وقت اپنے مسکن فتح آباد سیف الحق والدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ میں مشغول تھا کہ دفعتاً اللہ تعالیٰ کی مقبولیت کا قاصد آیا اور بے قراری پیدا ہوگئی۔ چنانچہ میں کوچک ہندواں (قصرِ عارفاں) میں جو حضرت خواجہ بزرگ کا مسکن تھا پہنچا تو میں نے دیکھا کہ حضرت بزرگ راہ میں میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ آپ کمال لطف وعنایت کے ساتھ پیش آئے اور نمازِ مغرب کے بعد مجھ کو شرف ملاقات بخشا۔ مجھ پر اس قدر ہیبت طاری ہوگئی کہ میری مجال نہ تھی کہ آپ کی طرف دیکھ سکوں۔ آپ نے فرمایا علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم اور یہ علم نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم ہے اور علم بنی آدم پر حجت ہے۔ امید ہے علم باطن سے تجھے حصہ ملے گا۔ پھر فرمایا حدیث میں ہے کہ: ''جب تم اہلِ صدق کی محفل میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ تمہارے دلوں کے جاسوس ہیں۔ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے

Marfat.com

ہیں اور تمہارے ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں۔" اس کے بعد میں ایک عرصہ دراز تک حضرت خواجہ صاحب کے پاس رہا یہاں تک کہ آپ مجھ کو بخارا سے سفر کرنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا جو کچھ ہم نے تم کو پڑھایا ہے اس کو دوسروں تک پہنچا دینا اور مجھ کو رخصت کرتے تین بار فرمایا "ہم نے تم کو خدا کے سپرد کیا۔" ان الفاظ سے مجھ کو بڑی امید اور تقویت ہوگئی کیونکہ حدیث میں ہے۔ "جب کوئی چیز اللہ کے حوالے کی جاتی ہے تو اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے"۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں فیض باطنی کی تکمیل کی اور کامل و مکمل ہو کر مسند ارشاد پر بیٹھے۔

کرامات:

آپ بہت صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت ہونے کے لئے گئے تو انہوں نے آپ کے چہرے پر کچھ داغ دھبے دیکھے جس سے ان کے دل میں قدرِ کراہت پیدا ہوئی تو اچانک آپ ان کے سامنے ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہو گئے کہ بے اختیار ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا اور بیعت ہو گئے اور تعلیمات نقشبندیہ حاصل کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ میرے بارے میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اے یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جو کوئی تجھ سے مرید ہوگا وہ میرا مرید ہوگا۔ آپ بعض اوقات مجلس میں بیٹھے بیٹھے غائب ہو جاتے تھے اور پھر ظاہر ہو کر یہ شعر پڑھتے تھے:

چوں غلام آفتابم ہمہ آفتاب گوئیم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گوئیم

ترجمہ: جب میں آفتاب کا غلام ہوں تو ہمیشہ آفتاب ہی کی بات کروں گا۔ نہ میں رات ہوں نہ رات کا پوجا کرنے والا کہ سونے کی بات کروں

Marfat.com

محقق اور مفسر:

اگرچہ آپ کی ظاہری بیعت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھی مگر آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اس طرح آپ کو دو مقدس ہستیوں سے فیض پہنچا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ اعلیٰ درجے کے محقق اور بے مثال مفسر تھے۔ آپ نے قرآن مجید کے آخری دو پاروں کی تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہے جو کہ تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے اور آپ نے اس میں اسرار و معارف کے دریا بہا دیئے ہیں۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے اور اس کا نام ''تفسیر یعقوب چرخی'' ہے۔ حضرت شیخ زین العابدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم سبق تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں بڑے ماہر تھے۔ آپ کی بیان کردہ تعبیر ہو بہو درست نکلتی تھی۔

حکیم سید امین الدین احمد لکھتے ہیں کہ آپ کا ارشاد مبارک ہے: ''جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالمِ طبیعت کی طرف رجعت قہقری کرتا ہے اور راہِ مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے۔

وفات:

آپ نے پانچویں ماہ صفر بروز سوموار 851 ہجری میں وفات پائی۔ مزار مبارک شہر ملفنون میں ہے۔ جہاں سے آج بھی عوام و خواص مستفیض ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

گوشہ نشینی اور خاموشی کے فوائد

☆۔۔۔سعید احمد صدیقی ایم۔اے

حضور علیہ السلام کا گوشہ نشینی کے متعلق ارشاد ہے "گوشہ نشینی اختیار کرو، گوشہ تنہائی میں بیٹھنا بھی عبادت ہے"۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "مومن وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے"۔ آپ علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا "سب سے افضل آدمی وہ ہے جو گوشہ گیر ہو کر لوگوں سے اپنی برائی کو روکے رکھے (لوگ اس کی برائی سے محفوظ رہیں)"۔ حدیث کے بعض الفاظ میں آیا ہے "آپ علیہ السلام نے فرمایا مسافر وہ ہے جو اپنے دین سے بھاگتا ہے"۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو صلحائے سلف میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "یہ زمانہ خاموش رہنے کا زمانہ ہے"۔ جب سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیق میں اپنے گھر کے اندر سب سے الگ ہو کر بیٹھ رہے (گھر سے نکلنا اور ملنا جلنا بند کر دیا) تو لوگوں نے کہا آپ نے بازاروں کا جانا، اور اجتماع میں شرکت کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے اور آپ تنہائی پسند کیوں ہو گئے ہیں؟ فرمایا میں نے بازاروں کو بیہودہ اور لوگوں کے مجلسوں کو لہو ولعب کی جگہ پایا۔ اس لئے میں نے گوشہ نشینی ہی میں عافیت سمجھی۔

حضرت وھب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "میں پچاس برس تک لوگوں سے ملتا رہا مگر اتنی مدت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو میرا ایک قصور معاف کر دیتا۔ میرا ایک عیب چھپاتا۔ غصہ کی حالت میں مجھ سے درگزر کرتا۔ نہ کوئی ایسا شخص نظر آیا جو حرص و ہوا میں مبتلا نہ ہو (ہر شخص کو اپنی خواہشات کے گھوڑے پر سوار پایا)۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مدت تک لوگوں کا میل جول (معاشرہ) دین کے زیر اثر رہا۔ دین گیا تو معاشرہ شرافت نفس کے زیر اثر آ گیا۔ شرافت نفس بھی گئی تو شرم وحیاء کے تحت رہا۔ جب وہ بھی رخصت ہوگئی تو اب لوگ رغبت اور خوف سے زندگی بسر کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ سخت حالات پیش آنے والے ہیں۔

Marfat.com

ایک دانا کا قول ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے تو خاموشی میں ہیں اور ایک گوشہ نشینی میں۔ میں نے خاموش رہنے پر نفس کو آمادہ کیا مگر میں قابو نہ پا سکا تو میں گوشہ نشینی کی طرف مائل ہو گیا تو مجھے وہ نو حصے بھی مل گئے۔ اسی دانا کا ارشاد ہے کہ قبر سے بڑا کوئی وعظ نہیں۔ کتاب سے زیادہ دل بستگی کے لئے کوئی چیز نہیں اور تنہائی (گوشہ نشینی) سے زیادہ کسی شے میں عافیت نہیں۔

بشر رحمۃ اللہ علیہ بن حارث کہتے ہیں کہ علم کی طلب دنیا سے فرار کے لئے ہوتی ہے۔ دنیا کو طلب کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس شخص کی ہم نشینی بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی جس کے دیکھنے سے تم کو خدا یاد آ جائے اور اس کے علم سے آخرت یاد آئے اور جس کو گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصیحت فرماتے ہیں! ''اے حواریو! اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو گنہگاروں سے نفرت کرو۔ اللہ کا قرب چاہتے ہو تو نافرمانو سے دور رہو۔ اللہ کی خوشنودی اس کے دشمنوں کی ناراضگی میں ہے''۔

اگر میل جول کے بغیر چارہ نہ ہو تو علماء کی صحبت اختیار کرو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ علماء کی ہم نشینی عبادت ہے۔ یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل کی فکر میں جسم کو صبر میں اور آنکھوں کو گریہ وزاری میں مصروف رکھے۔ کل کی روزی کی فکر نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ گناہ ہے جو اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے۔

مسجدوں سے چمٹے رہو (مسجدوں میں جانا لازمی رکھو)۔ اللہ کے گھر کو آباد رکھنے والے اہل اللہ ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجدوں میں زیادہ آمد و رفت رکھنے والا کبھی اپنے بھائی سے ملاقات کر لیتا ہے جس کے گناہ بخشیں جا چکے ہیں۔ کبھی وہ اس رحمت کو پا لیتا ہے جس کا وہ منتظر ہوتا ہے۔ کبھی ہدایت کا راستہ بتانے والا اور ہلاکت سے بچانے والا لفظ اس کو مل جاتا ہے (ایسی باتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ہدایت کا راستہ بتانے والی اور ہلاکت سے بچانے والی ہیں) عمدہ اور عجیب علم

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے۔ محبت اور خدا کے خوف کے باعث وہ گناہوں کو ترک کر دیتا ہے۔

گوشہ نشینی اختیار کرنے والے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ (کہ وہ اپنی گوشہ نشینی کے باعث) باجماعت نمازِ جمعہ اور جماعت (پنجگانہ) کو ترک کر دے۔ نمازِ جمعہ کو بطورِ دوام (ہمیشہ کے لئے) ترک کر دینے والا کافر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے" جو شخص بلا عذر جمعہ ترک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے"۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حج اوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا" جان لو کہ اس جگہ، اس مہینہ میں، اس سال میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک کے لئے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص امام ظالم یا عادل ہونے کے باوجود نمازِ جمعہ کو حقیر سمجھے یا فرض کا انکار کرے یا اس کو ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور نہ کرے گا۔ نہ ہی اس کے کام پورے فرمائے گا۔ سن لو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی اور نہ اس کی زکوٰۃ ادا ہوگی۔ نہ اس کا حج قبول ہوگا اور نہ روزہ تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے"۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (مندرجہ بالا سزا اس لئے کہ) نمازِ جمعہ کا تارک دعوتِ الٰہی کی توقیر و توہین کرتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے ایمان والو! جب تم کو جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کو یاد کرنے کے لئے تیزی کے ساتھ بڑھو"۔

گوشہ گری اور خلوت نشینی کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ لوگوں پر طعن نہ کرو اور نہ ان کی جماعتوں کو چھوڑو۔ بس جہاں تک ہو سکے ان سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اس لئے لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرے کیونکہ جھوٹی بات دو آدمیوں کے ہی درمیان ہوتی ہے (ایک کہتا ہے دوسرا سنتا ہے) گناہ بھی دو کے ملنے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح قتل بھی دو کے بغیر نہیں ہوتا (ایک قاتل دوسرا مقتول) رہزنی بھی دو آدمیوں کے درمیان واقع ہوتی ہے (ایک راہگیر، دوسرا راہزن) بس سب سے الگ تھلگ اور تنہائی اختیار کرنے میں سلامتی ہے البتہ دینی معاملات میں اگر کوئی تعاون کرے تو گوشہ گیری اور تنہائی مناسب نہیں ہے (ماخوذ از غنیۃ الطالبین)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ملکی گندم سے تیار شدہ دیسی آٹا

شیر مارکہ
آٹا

MT

وزن

10
KG

میاں عبدالوحید

سرتاج فلور ملز. جی ٹی روڈ
لاہور

فون: 6541917-6544633-6544282

Marfat.com

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری ۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے!
www.hamdard.com.pk

Marfat.com

لاہور میں اوقات نماز۔ دسمبر

تاریخ	صبح صادق ابتدائے فجر و ختم سحری	طلوع آفتاب انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتدائے وقتِ ظہر	وقتِ عصر	غروب آفتاب	وقتِ عشاء
	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ
1	5 : 18	6 : 44	11 : 08	11 : 52	3 : 22	4 : 59	6 : 25
2	5 : 19	6 : 45	11 : 09	11 : 52	3 : 22	4 : 59	6 : 25
3	5 : 20	6 : 46	11 : 09	11 : 53	3 : 22	4 : 59	6 : 25
4	5 : 20	6 : 47	11 : 09	11 : 53	3 : 22	4 : 59	6 : 25
5	5 : 21	6 : 48	11 : 10	11 : 54	3 : 22	4 : 59	6 : 25
6	5 : 22	6 : 49	11 : 10	11 : 54	3 : 22	4 : 59	6 : 26
7	5 : 23	6 : 50	11 : 10	11 : 54	3 : 23	4 : 59	6 : 26
8	5 : 23	6 : 50	11 : 11	11 : 55	3 : 23	4 : 59	6 : 26
9	5 : 24	6 : 51	11 : 11	11 : 55	3 : 23	4 : 59	6 : 26
10	5 : 24	6 : 51	11 : 11	11 : 56	3 : 23	4 : 59	6 : 27
11	5 : 25	6 : 51	11 : 12	11 : 56	3 : 24	4 : 59	6 : 27
12	5 : 26	6 : 52	11 : 12	11 : 57	3 : 24	4 : 59	6 : 27
13	5 : 26	6 : 53	11 : 13	11 : 57	3 : 24	5 : 00	6 : 28
14	5 : 27	6 : 53	11 : 13	11 : 58	3 : 25	5 : 00	6 : 28
15	5 : 27	6 : 54	11 : 14	11 : 58	3 : 25	5 : 01	6 : 29
16	5 : 28	6 : 55	11 : 15	11 : 59	3 : 25	5 : 01	6 : 29
17	5 : 29	6 : 56	11 : 15	11 : 59	3 : 26	5 : 02	6 : 29
18	5 : 30	6 : 56	11 : 16	12 : 00	3 : 26	5 : 02	6 : 30
19	5 : 30	6 : 57	11 : 16	12 : 00	3 : 26	5 : 03	6 : 30
20	5 : 31	6 : 58	11 : 17	12 : 01	3 : 27	5 : 04	6 : 31
21	5 : 31	6 : 58	11 : 17	12 : 01	3 : 27	5 : 04	6 : 31
22	5 : 32	6 : 59	11 : 18	12 : 02	3 : 27	5 : 05	6 : 31
23	5 : 33	6 : 59	11 : 18	12 : 02	3 : 28	5 : 05	6 : 32
24	5 : 33	7 : 00	11 : 19	12 : 03	3 : 28	5 : 06	6 : 32
25	5 : 34	7 : 00	11 : 20	12 : 03	3 : 28	5 : 06	6 : 33
26	5 : 34	7 : 01	11 : 20	12 : 04	3 : 29	5 : 07	6 : 33
27	5 : 34	7 : 01	11 : 20	12 : 04	3 : 29	5 : 07	6 : 34
28	5 : 35	7 : 02	11 : 21	12 : 05	3 : 30	5 : 08	6 : 35
29	5 : 35	7 : 02	11 : 21	12 : 05	3 : 30	5 : 08	6 : 35
30	5 : 35	7 : 03	11 : 22	12 : 06	3 : 31	5 : 09	6 : 36
31	5 : 36	7 : 03	11 : 22	12 : 06	3 : 31	5 : 09	6 : 36

﴿لاہور سے مشہور شہروں کا فرق﴾

آزاد کشمیر (کوٹلی) 3 منٹ بعد۔ بہاولپور، 14 منٹ بعد۔ پشاور بنوں، 12 منٹ بعد۔ حیدرآباد، 23 منٹ بعد
ڈیرہ غازی خان، 15 منٹ بعد۔ راولپنڈی، 6 منٹ بعد۔ سیالکوٹ، 3 منٹ بعد۔ سرگودھا، 6 منٹ بعد۔
ساہیوال، 6 منٹ بعد۔ فیصل آباد، 5 منٹ بعد۔ کراچی، 27 منٹ بعد۔ کوئٹہ، 28 منٹ بعد۔
گجرات، 2 منٹ بعد۔ گوجرانوالہ، 3 منٹ بعد۔ لاڑکانہ، 24 منٹ بعد۔ میانوالی، 10 منٹ بعد۔
مری، 4 منٹ بعد۔ ملتان، 11 منٹ بعد۔

نوٹ:۔ ﴿اوقات میں کسی قسم کی غلطی ہو تو ضرور آگاہ کریں تا کہ آئندہ کے لیے ازالہ کیا جا سکے۔﴾

Marfat.com

منیر احمد اینڈ برادرز

M&B مینوفیکچررز

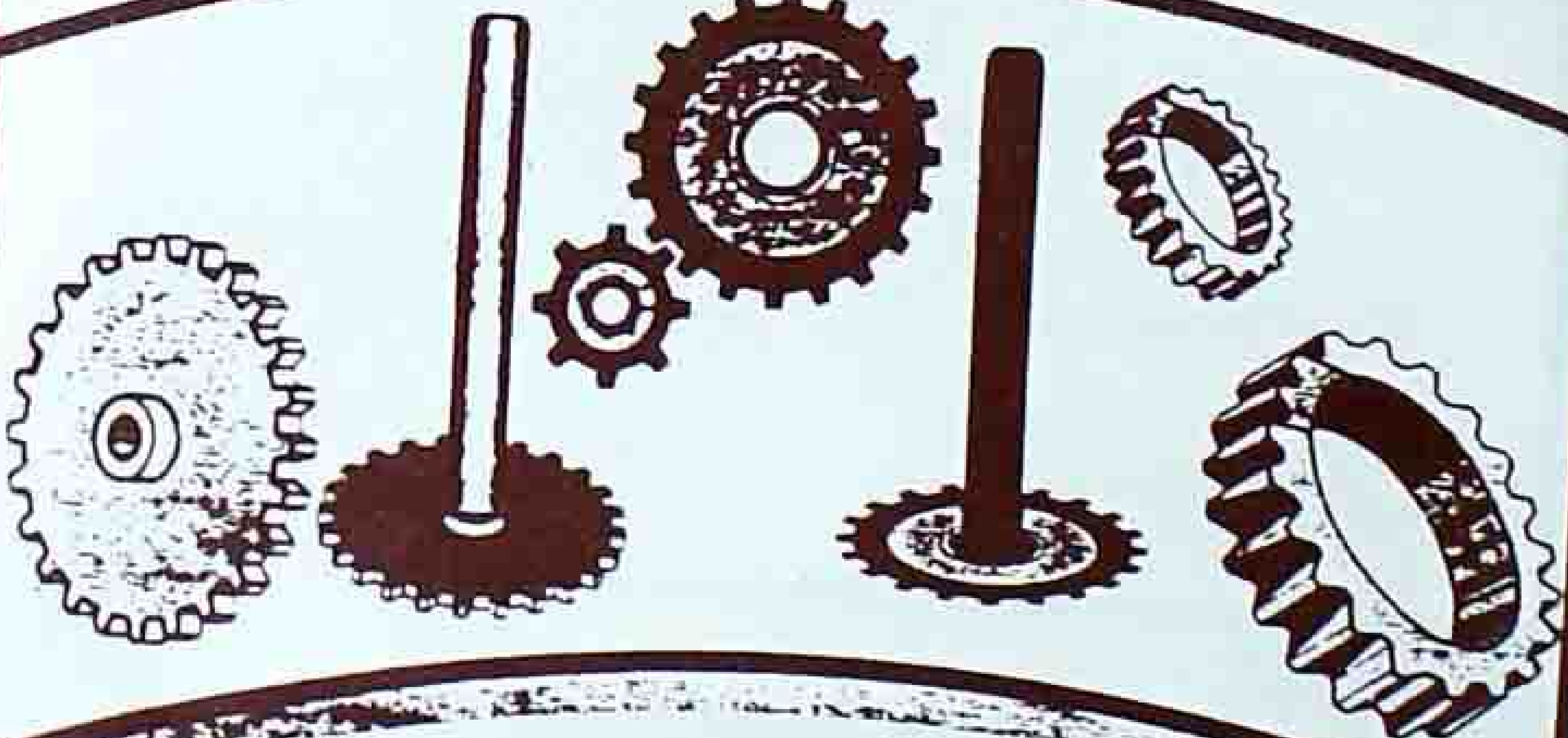

رم ایکسل۔ رئیر ایکسل۔ فرنٹ ایکسل برائے بیڈفورڈ
فیٹ، فورڈ، میسی، بیلارس، بس، ٹرک ودیگر۔ وہیکلز،
تمام ماڈلز کے ایکسل ودیگر پارٹس آرڈر پر تیار کیئے جاتے ہیں۔

مُنیر احمد اینڈ برادرز پسرور روڈ، ڈسکہ

فون فیکٹری: 052-6613233 رہائش: 052-6610488 موبائل: 0300-9612876

Marfat.com

LRL-66 شرقپور شریف میں آستانہ عالیہ شیرِ ربانیؒ نقشبندی مجددی

زیرِ سرپرستی فخر المشائخ حضرت

میاں جمیل احمد

شرقپوری نقشبندی مجددی

مختلف رفاحی ادارے

- دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ برائے طلباء
- جامع حضرت میاں صاحبؒ برائے طالبات
- شیرِ ربانیؒ فری ڈسپنسری
- فری سفری شفاخانہ

(جس میں ایکسرے، ای سی جی، ایمبولینس وغیرہ کا اہتمام ہے)

شب و روز خدمت خلق انجام دے رہے ہیں۔ اہل ثروت حضرات و خواتین سے التماس ہے کہ وہ ان اداروں کی سرپرستی فرما کر ان کو مضبوط کریں۔

خصوصاً عید الضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں (یا ان کی فروخت سے حاصل شدہ رقوم) ادارہ دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ شرقپور شریف میں ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعیان!

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری (ایم۔این۔اے)

آستانہ عالیہ: شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ (پاکستان)

Marfat.com